بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
WEEKLY BADR QADIAN
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۵ — شمارہ ۱۱
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- فیض احمد گجراتی
شرح چندہ: سالانہ -/۷ روپے، ششماہی -/۴ روپے، ممالک غیر -/۸ روپے
فی پرچہ:- ۱۵ نئے پیسے
۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء | ۲ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ | ۲۴ امان ۱۳۴۵ ہش

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ ر مارچ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۷ ر مارچ کی اطلاع مظہر ہے کہ ورات کو اسہال کی تکلیف ہو گئی تھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے احباب جماعت حضور انور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

قادیان ۲۲ ر مارچ۔ آج ۹ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں زیر اہتمام لوکل انجمن احمدیہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تقریب منائی گئی جس میں اس تقریب کے شایان شان پر مغز معلوماتی تقاریر ہوئیں۔ مقامی احباب کرام اور مستورات نے دلچسپی سے سارا پروگرام سنا۔ مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

قادیان ۲۲ ر مارچ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی طرف سے جاری فرمودہ ایک بابرکت تحریک

حضرت فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا قیام

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ قادیان)

سیدنا حضرت فضل عمر المصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جس رنگ میں جماعت کی شاندار قیادت فرمائی اور خدمتِ دین کے ہر میدان میں جس بیدار مغزی سے جماعت احمدیہ کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمایا۔ حضور رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا درخشندہ باب ہے۔

حضور رضی اللہ عنہ کے ایسے عظیم احسانات کا تقاضہ ہے کہ بطور شکر گذاری ہم سب احمدی حضور رضی اللہ عنہ کی کوئی خاص یادگار قائم کرنے میں حصہ لیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ "ربوہ" کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے "فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ" کے نام کی ایک بابرکت تحریک فرمائی ہے۔ اس فنڈ کی غرض و غایت حضور ہی کے اپنے مبارک الفاظ میں پیش ہے۔ حضور نے فرمایا:-

"حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یاد میں ایک فنڈ قائم کرنے کی جو تحریک کی گئی تھی اب مشورہ کے بعد اس فنڈ کا نام "فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ" تجویز ہوا ہے اس فنڈ سے بعض ایسے کام لئے جائیں گے جن سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خاص دلچسپی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ شکل میں صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید۔ وقف جدید۔ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ اطفال الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی جو ذیلی تنظیمیں حضور نے جماعت میں قائم فرمائی ہوئی ہیں۔ وہ سب حضور رضی اللہ عنہ کی یادگار ہیں۔ اور جب تک یہ قائم ہیں اور جب تک ان تنظیموں کے اچھے اور خوشکن نتائج ظاہر ہوتے رہیں گے اور ہمیں خدا کے فضل سے امید ہے کہ قیامت تک ان کے اچھے نتائج نکلتے جائیں گے۔ اس وقت تک حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا نام اور کام بھی زندہ رہے گا اور دنیا عزت سے حضور رضی اللہ عنہ کو یاد کرتی رہے گی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور کی یاد میں ہم صدقہ جاریہ کے طور پر نئی سکیمیں جاری نہ کریں اس لئے میں دوستوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام مالی قربانیوں پر قائم رہتے ہوئے اور ان میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر بشاشت قلب کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس فنڈ میں بھی دل کھول کر حصہ لیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس فنڈ کو بابرکت کرے اور اس کے اچھے نتائج کا ثواب حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اور ہمیں بھی پہنچائے۔"

نیز حضور نے فرمایا کہ:-

"ہمارا یہ اندازہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵ لاکھ روپے سے کہیں زیادہ رقم جمع ہو جائے گی۔ ابھی یہ تحریک بیرونی جماعتوں تک نہیں پہنچی۔ امید ہے کہ کم از کم ۱۰ لاکھ روپے تو بیرونی جماعتیں ہی فراہم کر دیں گی۔ اس کے علاوہ ہم نے جو کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جسمانی اولاد ہیں۔ آپس میں مشورہ کے بعد اس خیال کے ماتحت کہ حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ہمیشہ یہ نصیحت فرمائی ہے کہ اپنی جائیدادوں کو دینی کاموں پر لگاؤ۔ اور یہ کہ یہ جائیدادیں اس لئے بنائی گئی ہیں تاکہ ہم دنیوی فکروں سے آزاد ہو کر دین کی خدمت کر سکیں۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خاندان کی طرف سے ایک لاکھ روپے اس فنڈ میں دیں گے۔"

نیز فرمایا:-

"دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ اس فنڈ کے لئے جو وعدے کئے جا رہے ہیں ان کی ادائیگی تین سالانہ قسطوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ دوست اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور یہ نہ سمجھیں کہ ادائیگی یکمشت ضروری ہے۔ جو دوست ایسا سمجھتے تھے اور انہوں نے اس خیال کے ماتحت اپنے وعدے لکھوائے تھے انہیں اپنے وعدوں پر نظرثانی کر کے ان میں اضافہ کرنا چاہیئے۔"

یہ فنڈ کن امور پر خرچ کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:-

"اس کے لئے ایک کمیٹی بنادی جائیگی۔ جو اس کے قواعد و ضوابط مرتب کریگی اور غور کریگی کہ کن کن کاموں پر اور کس طرح اسے استعمال کیا جائے۔ سردست جو دو موٹی باتیں اس سلسلہ میں میرے ذہن میں ہیں:-

(۱) دنیا میں تبلیغ اسلام کے نظام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے اس فنڈ کی مدد سے مبشرین اور مبلغین تیار کئے جائینگے کیونکہ ہماری تبلیغی ضرورتیں بہت زیادہ ہیں اور انہیں جلد تر پورا کرنا چاہیئے۔

(۲) بعض ایسے اعلیٰ دماغ کے نوجوان ہوتے ہیں کہ اگر انکی صحیح رنگ میں امداد اور تربیت کی جائے تو وہ دنیا کے چوٹی کے دماغوں میں شمار ہو سکتے ہیں اور اگر ان کی صحیح اور بروقت مدد نہ کی جائے تو حالات کی مجبوری کی وجہ سے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس فنڈ سے ایسے نوجوانوں کی بھی مدد کی جائے گی۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تحریک کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حضور منشاء کے مطابق اپنی سابقہ مالی قربانیوں میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر ہندوستان کے احمدی احباب اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق بخشے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

نوٹ:- دوست اپنے وعدوں کی اطلاعات براہ راست نظارت بیت المال قادیان میں بھجوا دیں۔ اس غرض کیلئے دفتر محاسب میں ایک علیحدہ امانت کھول دی گئی ہے۔

مسلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۱۷/۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء

امام الزمان کی طرف سے دعوتِ حق

اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو اس زمانہ کا مصلح اور روحانی ریفارمر بنا کر بھیجا۔ آپ نے بھولی دنیا کو سچی روحانیت کا سبق دیا۔ اور اُن راہوں کی نشان دہی فرمائی جن پر چل کر اشرف المخلوقات انسان اپنے خالق و مالک کے ساتھ سچا تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ اور اس کے وصال سے بہرہ ور ہو کر زندگی کے مقصد کو پا سکتا ہے۔ حضورؑ نے اپنی بیشمار تقریروں۔ ہزاروں اشتہارات اور اسّی سے زائد ضخیم کتابوں کے ذریعہ دنیا کو اس اہم امر کی طرف بُلایا۔ ان کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ حضورؑ کی ایسی زندگی بخش تحریرات سے چند اقتباسات ذیل میں دیئے جاتے ہیں جن میں آپ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ اور اس بات پر عامّانہ رنگ میں روشنی ڈالی ہے کہ انسان کو کس بات کی اشد ضرورت ہے جس سے اس زمانہ کا آدمی غفلت برت رہا ہے۔ اور اس کے بغیر وہ محض بے کار ہو کر رہ جاتا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

(۱)

"انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی

- ـــ میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟
- ـــ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں ـــ اور
- ـــ گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۰)

(۲)

"میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں ـــ اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں ـــ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں ـــ اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے ـــ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں ـــ! زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیحؑ نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعفِ ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو ـــ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا۔ بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا ـــ سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۲۹۲ و ۲۹۴)

(۳)

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

(۴)

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رُو سے اس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں با مخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۴۳)

(۵)

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اسکے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پایا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے ..... "

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضروری تھا کہ وہ اس مہمِ عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔"

(فتح اسلام صفحہ ۸)

(۶)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

خطبہ جمعہ

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

خیر سب کی سب قرآن کریم میں ہے۔

اگر اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے خیر کا حصول چاہتے ہو تو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ دو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱؍ فروری ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

(مرتبہ: مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

خیرکم خیرکم لاھلہ

(ترمذی ابواب المناقب)

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بھی خیر ثابت ہو۔ خیر کا لفظ عربی زبان میں اسم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جب یہ لفظ اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو اس کا ایک معنی یہ ہوتے ہیں کہ

حصول الشیء بکمالاتہ

کسی چیز کا اپنے تمام کمالات کے ساتھ حاصل ہو جانا

امام راغب نے اپنی کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ

الخیر ما یرغب فیہ الکل
کالعقل مثلا والعدل
والفضل والشیء النافع
وضدہ الشر

یعنی

خیر اس چیز کو کہتے ہیں

جس کے حصول کا سارے کے سارے لوگ بلا استثناء ارادہ کریں۔ پھر رغبت کے معنوں میں ارادہ اور محبت ہر دو مفہوم پائے جاتے ہیں۔ اس لئے خیر کے معنے ہوں گے وہ چیز جو تمام بنی نوع انسان کی محبوب ہو۔ جیسے مثلاً عقل ہے اب دنیا میں کوئی انسان یہ نہیں کہے گا کہ مجھے عقل نہیں چاہیئے۔ میں تو بیوقوف اور احمق بننا چاہتا ہوں۔ پھر انصاف ہے دنیا کا کوئی انسان یہ نہیں کہے گا کہ میں انصاف کو پسند نہیں کرتا۔ پھر اس کے معنے نفع دینے والی چیز کے ہیں۔ آپ کو کوئی انسان ایسا نہیں ملے گا جو کہے مجھے وہ اشیاء درکار نہیں جو نفع دینے والی ہیں بلکہ مجھے ان اشیاء کی ضرورت ہے جو نقصان دینے والی ہوں۔ پس خیر ہر اس چیز کو کہیں گے جس میں تمام بنی نوع انسان رغبت اور اس کے حصول کی خواہش رکھتے ہوں اور پھر وہ چیز انہیں محبوب اور پیاری ہو۔ پھر صرف یہ نہیں کہ وہ چیز بنی نوع انسان کو پیاری ہو بلکہ ہر حال میں پیاری ہو۔ چنانچہ امام راغب نے لکھا ہے کہ

وھو ان یکون مرغوبا فیہ
بکل حال وعند کل احد۔

یعنی وہ چیز انسان کو ہر حال میں مرغوب ہو اور ...

اگر غور سے دیکھا جائے

تو وہ چیزیں جو ہمیں بحیثیت انسان کے مرغوب اور محبوب ہیں اور ہم ان سے پیار کرتے ہیں۔ وہی ہیں جن کا تقاضا ہماری فطرت صحیحہ کی مختلف صفات کر رہی ہوتی ہیں جو چیزیں ہماری فطرت صحیحہ کے خلاف ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے بعض افراد ان سے دلچسپی لے سکتے ہیں اور انہیں اچھا سمجھ سکتے ہیں لیکن سارے کے سارے بنی نوع انسان اس میں رغبت نہیں رکھتے اور نہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ پس ایسی اشیاء جو اس تعریف کے ماتحت آتی ہیں۔ وہ صرف وہی چیزیں ہو سکتی ہیں جن کا مطالبہ انسان کی فطرت صحیحہ کی مختلف صفات نے کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کی

فطرت میں کچھ صفات

رکھیں۔ پھر ہر صفت پر جو اس میں رکھی اپنی صفت کا ایک ٹھپہ لگا دیا۔ اس پر اپنی صفت کی مہر لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی وہ تمام صفات عطا کیں جن کا تعلق اس کی دنیوی زندگی سے تھا خدا تعالیٰ کی صفات تو غیر محدود ہیں۔ لیکن ایک محدود انسانی زندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا تعلق تھا۔ ان میں سے ہر ایک صفت خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کی۔ اور پھر اس پر اپنی اسی صفت کا ٹھپہ اور مہر لگا دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک اور چیز بھی عطا کی اور وہ انسان کی طبیعت ثانیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل اور غیر محدود مظاہر سے ہر آن کرنے والا ہے۔ لیکن انسان محدود تھا اس لئے ان صفات کے مل جانے کے بعد احتمالی طور پر ایک چیز باقی رہ جاتی تھی۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ جیسے فرمایا

یفعل ما یشاء وعلی کل شیء قدیر

یعنی ہر چیز جسے وہ چاہے کرتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ غالب علی امرہ یعنی کوئی چیز اسے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ اب اگر خدا تعالیٰ انسان کو اپنی صفات عطا کر کے چھوڑ دیتا اور اسے طبیعت ثانیہ عطا نہ کرتا تو اس رنگ میں

یہ بنیادی اختلاف

پیدا ہو جاتا کہ وہ آزاد نہ رہا۔ بلکہ ان صفات کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہو گیا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی بعض صفات عطا کر کے کہا میں اب تمہیں آزادی بھی دیتا ہوں۔ اور اس آزادی کے لئے

ایک متوازی طبیعت ثانیہ

کی ضرورت تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو کہا۔ میں نے تمہیں اپنی صفات تو دے دی ہیں لیکن تم ان کے مطابق عمل کرنے پر مجبور نہیں ہو۔ میں تمہیں یہ اجازت بھی دیتا ہوں کہ اگر تم چاہو تو ان صفات کی قدر نہ کرو۔ اور ان وساوس میں مبتلا ہو جاؤ جو شیطان تمہارے دل کے اندر پیدا کرتا ہے تم میرے حکم کی تعمیل کی بجائے شیطان کی پیروی کرنے لگ جاؤ اور میری صفات کا مظہر بننے کی بجائے شیطانی صفات کے مظہر بن جاؤ تمہیں آزادی ہے تم جو چاہو کرو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت صحیحہ کے ساتھ ساتھ ایک

طبیعت ثانیہ بھی عطا کی

اور اس کی وجہ سے انسان بعض دفعہ شیطان کی بات مان کر خدا تعالیٰ کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے حالانکہ انسان کی فطرت صحیحہ اسے ایسا کرنے سے منع کرتی ہے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

یاایھا الانسان ما غرک
بربک الکریم الذی
خلقک فسوک فعدلک۔
فی ای صورۃ ما شاء
رکبک۔

(سورۃ الانفطار)

یعنی اے انسان کس نے تیرے رب کے بارے میں مغرور بنا دیا ہے فسوٰک فعدلک کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ تجھے اس

کے مقابلہ میں دلیری اور جرأت کے ساتھ کھڑے ہو جانے پر کس نے آمادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے انسان ہم نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تیری فطرت صحیحہ میں اپنی بعض صفات رکھیں اور پھر تجھے اپنی صفات کا مظہر بنایا۔ فسوّٰلک پھر تیری ان صفات کو تیرے مناسب حال درست کیا۔ اور پھر تجھے خالی صفات ہی نہیں دیں بلکہ تجھے ان صفات کے مطابق

اعمال بجالانے کی قوت

بھی عطا کی۔ خدا تعالیٰ تو خیر قادر مطلق ذات ہے اس کی صفات اور اس کی قدرتیں پہلو بہ پہلو چل رہی ہوتی ہیں۔ اس کے لئے نہ اس دنیا میں کوئی روک ہے،

اور نہ اگلی دنیا میں کوئی روک ہے وہ مالک کل شیٔ ہے۔ وہ خالق کل شیٔ ہے وہ قادر علیٰ کل شیٔ ہے لیکن انسان ایسا نہیں۔ اس کو اگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی بعض صفات دی ہوتیں لیکن ان کے مطابق اعمال لانے کی طاقت اُسے حاصل نہ ہوتی تو یہ سب صفات اس کے کسی کام کی نہ ہوتیں وہ محض ایک بیکار شَے ہوتیں۔ مثلاً صفت رحم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو صفت رحم تو عطا کرتا لیکن رحم کرنے کے لئے جن اسباب اور ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُسے عطا نہ کئے جاتے۔ تو یہ صفت انسان کے لئے بیکار شَے بن کر رہ جاتی پس جہاں تک انسان کا تعلق ہے۔ ضروری ہے کہ ہر صفت کے مطابق اُسے اعمال بجا لانے کے لئے مناسب ذرائع سامان اور اسباب بھی عطا کئے جائیں ورنہ وہ صفت انسان کے کسی کام کی نہیں رہتی۔ تو فرمایا فسوّٰلک فعدلک ہم نے تجھے تیری صفات کے مطابق ایسی قوتیں دی ہیں اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ یہ صفات ناکارہ نہ بن جائیں بلکہ تو ان کے مطابق اپنی عملی زندگی گزار سکے ہم نے تجھے

اپنی صفات کا مظہر

بنایا ہے اور ان کے مطابق عمل بجالانے یا نہ بجالانے میں آزاد رکھا ہے۔ پھر فی اٰیّ صورۃٍ ما شاء رکّبک۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے جو صورت پسند کی اس میں تجھے ڈھال دیا۔ اس آیت میں اس طرف بھی لطیف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مجبور پیدا نہیں کیا بلکہ تجھے تیری فطرت صحیحہ کے ساتھ ساتھ طبیعت ثانیہ بھی عطا کی ہے۔

اور تجھے اجازت دی ہے کہ اگر تو چاہے تو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کی صفات حسنہ کا حقیقی مظہر بنے اور اگر تو چاہے تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اباء اور استکبار کا رویہ اختیار کرتے ہوئے بغاوت اختیار کرے اور شیطان کے گروہ میں شامل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کا انسان کو یہ آزادی دینا بھی دراصل اُسے مظہر صفات باری بنانے کیلئے ضروری تھا۔ ورنہ اگر جبر کا طریق اختیار کیا جاتا تو اس میں اور خدا تعالیٰ کی دوسری مخلوقات میں کوئی فرق نہ رہتا اور انسان کو دوسری مخلوقات پر کوئی فضیلت حاصل نہ ہوتی کیونکہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوقات ہی اس کی اطاعت میں لگی ہوئی ہے اور وہ اس کے احکام کے بجا لانے سے انکار نہیں کر سکتی۔ دیکھو خدا تعالیٰ بھی

محنت کا پھل

دیتا ہے اور آم کا درخت بھی خدا تعالیٰ کے اذن کے ساتھ محنت کا پھل دیتا ہے یعنی انسان آم کے درخت پر محنت کرے تو خدا تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اُسے محنت کا پھل مل جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ محنت تو کرے اس لئے کہ اُسے اس درخت سے آم ملیں لیکن اُسے اس درخت سے کھٹی تکنگی حاصل ہو کیونکہ اس درخت نے خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرنی ہے خدا تعالیٰ کا اُسے حکم ہے کہ اگر کوئی انسان اس کی پرورش کرے تو وہ بڑا ہو کر اُسے آم ایسا میٹھا پھل دے۔ لیکن اس آم میں خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی اہلیت نہیں۔ کیونکہ جہاں جبری اطاعت ہو وہاں کامل مظہر بت پیدا نہیں ہوتی۔ جیسے اللہ تعالیٰ پر کسی اور ہستی کا زور نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی اس کے ایک محدود دائرہ کے اندر آزادی دے دی ہے ورنہ دائرے کے اندر تو وہ کبھی بہت سی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے) یعنی اُس کو ایسی قوتیں عطا کر دیں کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کی ان صفات کو جو اُسے عطا کی گئی ہیں ایک محدود دائرے کے اندر اپنی مرضی سے استعمال کر سکے اور اگر چاہے تو وہ راستہ بھی اختیار کرے جو اس کی فطرت صحیحہ کے مطابق نہیں

غرض

خیر کے معنے

جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس چیز کے ہیں جسے انسان ہر حالت میں پسند کرتا ہے

وہ اس میں رغبت رکھتا ہے اور اُسے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اگر تدبّر اور فکر سے کام لیا جائے تو ایسی اشیاء صرف وہی ہو سکتی ہیں جن کا مطالبہ ہماری فطرت صحیحہ کر رہی ہو کیونکہ جو چیز ہماری فطرت صحیحہ کے مطابق اور مناسب حال نہیں اُسے تمام بنی نوع انسان پسند نہیں کر سکتے اس کو وہ محبوب نہیں رکھ سکتے وہ ان کی مرغوب نہیں ہو سکتی۔ انسان کو مرغوب اور محبوب وہی چیز ہو سکتی ہے جس کا اس فطرت صحیحہ تقاضا کر رہی ہو پس جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیرکم خیرکم لاھلہ

تو آپؐ کی اس سے یہی مراد تھی کہ تم میں سے سب سے زیادہ صاحب خیر یعنی ان چیزوں کا جن کا اس کی فطرت صحیحہ مطالبہ کرتی ہے اور خواہش رکھتی ہے سارے کمالات کے ساتھ حاصل کرنے والا وہ شخص ہے جو ان سب بھلائیوں کو اپنے اہل کے لئے بھی منتقل کرتا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص حقیقتاً یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن کر میں نے ان تمام خوبیوں کو اپنے نفس کے اندر جمع کرنا ہے اور تمام دنیوی اور روحانی مدارج ارتقاء کو طے کرتے ہوئے فطرت کے سارے تقاضوں کو یہ کمال حاصل کرنا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا بندہ کامل بن جانا ہے تو وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ تمام بھلائیاں جو اُسے حاصل ہیں۔ اس کے بیوی بچوں اور دوسرے عزیزوں کو حاصل نہ ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی ایک صفت ربوبیت بھی رکھی ہے۔ اب انسان ان تمام صفات کا جو خدا تعالیٰ نے اس کے اندر رکھی ہیں۔ اپنے کمالات کے ساتھ مظہر بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ

ربوبیت کی صفت

کا مظہر نہ ہو یعنی وہ اس خیر کو جو اس کے اندر پائی جاتی ہے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں تک نہ پہنچائے۔ تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خیرکم خیرکم لاھلہ کہہ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ صفات کو بروئے کار لاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کا اس مظہر کامل بننا ہے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی فکر کرے اور وہ ان کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے والا ہو کیونکہ

جو شخص اپنی اولاد اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاندان (اہل میں یہ سب شامل ہیں) کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ وہ خود اپنے عمل سے اس پر مہر لگا دیتا ہے کہ وہ ان تمام صفات حسنہ کو کام میں نہیں لگا رہا جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا کی ہیں بلکہ وہ ان میں سے بعض صفات کو نظر انداز کر رہا ہے پس نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تک تم اپنی اولاد اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاندان کی صحیح تربیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ تم اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جس کے حصول کے لئے انسان کی پیدائش کی گئی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے

کہ انسان خیر کیسے بن سکتا ہے یا ہم کن راہوں پر چل کر خیر کو حاصل کر سکتے ہیں یا ہمیں خیر کہاں سے مل سکتی ہے اس کا جواب یہی ہے کہ یہ چیز قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے قرآن کریم کا ایک لفظی خلاصہ خود قرآن کریم میں "خیر" کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے ماذا انزل ربکم (نحل ع ۴) جب مسلمانوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اُتارا۔ قالوا خیراً۔ وہ کہتے ہیں خیر گویا "خیر" کے لفظ میں قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ قرآن کریم کا ایک اجمالی خلاصہ خدا تعالیٰ نے اس کے شروع میں سورۃ فاتحہ کی شکل میں بیان کر دیا ہے۔ اور اس کی آخری تین سورتیں بھی اس کا خلاصہ ہیں۔ اور پھر اس کا ایک لفظی خلاصہ "خیر" بھی ہے اب دیکھو کتنی عجیب بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے سارے قرآن کریم کا خلاصہ صرف ایک لفظ میں بیان کر دیا ہے۔ اور وہ لفظ "خیر" ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ

الخیر کلّہٗ فی القراٰن
(تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۹۳)

کہ اگر تم خیر (اس کا مفہوم جیسا کہ میں نے بتایا ہے بڑا وسیع ہے) کے حصول کا طریق جاننا چاہتے ہو۔ اگر تم اس کے حصول کے ذرائع سمجھنا چاہتے ہو۔ یا تم سمجھتے ہو کہ اس کے حصول کے سلسلہ میں تمہیں کسی مدد اور معاون کی ضرورت ہے تو تمہیں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ کیونکہ الخیر کلّہٗ فی القراٰن

خیر سب کی سب قرآن کریم میں ہے

اسی لئے میں نے اپنے پچھلے خطبے میں جماعت کو اپنے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے اور پھر اس کا ترجمہ پڑھانے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس وقت تک اس سلسلہ میں

جو رپورٹیں مجھے ملی ہیں ان میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جماعت کے بعض افراد باوجود اس کے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھا سکتے ہیں اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور باوجود اس کے کہ انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے پھر انہوں نے اس کا خیال نہیں کیا۔ ایسے احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے خیر کا حصول چاہتے ہیں اور اپنے خدا کی نظر میں خیر بننا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی طرف رجوع کریں اور اس سے خیر حاصل کریں۔ اور پھر اپنی اولاد کو بھی اس طرف لگائیں کہ ہر قسم کی خیر قرآن کریم سے ہی مل سکتی ہے اور اگر تم یا تمہاری اولاد قرآن کریم کی طرف پیٹھ کر کے آگے بڑھ گئے تو یاد رکھو وہ رستہ جس کی طرف تم جا رہے ہو گے جنت کا رستہ نہیں ہوگا بلکہ جہنم کا رستہ ہوگا۔ غرض الخیر کلّہ فی القرآن ہر وہ چیز جو ہماری فطرت کو سیٹس فائی (Satisfy) کر سکتی ہے۔ جو ہمیں تسلی اور اطمینان دلا سکتی ہے ہمکو مزید ترقی کی طرف لے جا سکتی ہے اور پھر وہ غرض جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ صرف قرآن کریم کے پڑھنے سمجھنے اس سے فیض حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی

اصل ذمہ داری والدین پر ہے

انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی۔ کیوں محروم کر دیا۔ حالانکہ وہ اس نعمت کو اپنی اولاد تک پہنچانے کی اہلیت رکھتے تھے۔ جماعتی نظام کا یہ کام ہے کہ وہ انہیں اس طرف متوجہ کرے۔ جماعتی نظام کا یہ کام ہے کہ وہ اس کام کے لئے بعض سہولتیں مہیا کرے کیونکہ جب تک جماعتی نظام اس کا ممد و معاون نہ ہو۔ انسان اپنی ذاتی الجھنوں کو حل نہیں کر سکتا اور جماعتی نظام تمہاری اس مدد کے لئے تیار ہے وہ تمہیں یہ کہے گا کہ تم پریشان نہ ہو۔ اگر تم اپنی اولاد کو اپنے اوقات میں سے صرف نصف گھنٹہ اور دے دیا کرو اور انہیں قرآن کریم پڑھا دیا کرو تو تمہاری یہ پریشانی دور ہو جائے گی کہ تمہاری اولاد قرآن کریم سے بے بہرہ ہے۔ پھر

جماعتی نظام کا یہ کام ہے

کہ وہ افراد جو فی الواقعہ اور فی الحقیقت اس قابل نہیں کہ اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا مناسب انتظام کرے مثلاً ایک غریب خاندان ہے۔ بدقسمتی سے والدین اپنے بچپن میں قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکے اور بدقسمتی سے ان کے قرب و جوار میں کوئی ایسا احمدی دوست بھی نہیں رہتا جو قرآن کریم پڑھانے کے قابل ہو ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ باتنخواہ استاد رکھیں اور بچوں کو قرآن کریم پڑھوائیں لیکن ان کے پاس روپیہ نہیں جو اس انتظام پر خرچ کر سکیں ایسی استثنائی حالتوں میں جماعتی نظام کا فرض ہے کہ وہ ایسے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کرے۔ چاہے اسے رقم خرچ کرنی پڑے ورنہ

اصل ذمہ داری اور فرض والدین کا ہے

اگر ماں پڑھی ہوئی ہے یا باپ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھائیں اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم انہیں اس طرف توجہ دلائیں۔ ان پر اخلاقی دباؤ ڈالیں انہیں غیرت دلائیں۔ اور انہیں سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں قرآن کریم جیسی نعمت عطا کی ہے۔ تم اپنے چند کھوٹے پیسوں کو تو بطور ورثہ اپنی اولاد میں چلانا چاہتے ہو۔ لیکن قرآن کریم ایسی بڑی نعمت کو اپنے پاس ہتھیار رکھتے ہوئے یہ کیسے برداشت کر سکتے ہو کہ وہ تمہاری اولاد تک نہ پہنچے۔ غرض افراد کو ہر طرح سمجھانا۔ انہیں تلقین کرنا اور یاد دلانا ہمارا کام ہے۔ اور اگر کوئی شخص مجبور ہے۔ معذور ہے تو اس کی ہر ممکن مدد کرنا بھی ہمارا کام ہے لیکن اگر جماعت میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے کہ وہ خود اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھا سکتا ہے۔ اور وہ باوجود سمجھانے کے اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ یا وہ مالدار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مقدور توفیق دے رکھی ہے کہ وہ استاد رکھ کر اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھا سکتا ہے لیکن وہ اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص ہمارے لئے انتہائی بے غیرتی کا باعث ہے۔ ایسے شخص کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جماعت اس کی اس حرکت کو کبھی برداشت نہیں کرے گی۔ جماعت کا یہ فرض ہے کہ جب تک ایسا شخص جماعت کے ساتھ منسلک ہے اسے اپنے بچوں کو وقت دے کر یا رقم خرچ کر کے قرآن کریم پڑھوانے کے لئے مجبور کرے۔

میں نے

قرآن کریم کے پڑھانے کی جو سکیم

جماعت کے سامنے رکھی تھی اس پر عمل کرنے کے لئے میرے نزدیک کسی بجٹ کی ضرورت نہیں صرف انتظام کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ لوگ جن کے سپرد یہ کام ہے اس کی طرف پوری توجہ دیں تو ہمیں اس کام کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے دوست کثرت سے دیئے ہیں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں جب جماعت سے اپیل کی جائے گی کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے تو جماعت کی عورتیں اور مرد ضرورت سے زیادہ اپنے نام پیش کر دیں گے۔ انشاء اللہ۔ لیکن منتظمین کو بھی اس نہج اور طریق پر سوچنا اور کام کرنا چاہیئے۔ کہ پیسہ خرچ کرنے کی طرف ان کی توجہ نہ ہو۔ اور اس یقین کامل کے ساتھ انہیں کام کرنا چاہیئے۔ کہ ہم پیسہ بھی خرچ نہیں کریں گے اور ہمارا کام بھی ہو جائے گا۔

قرآن کریم ایک ایسی نعمت ہے،

جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں محض اپنے فضل سے عطا کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فطرت صحیحہ عطا کر دیتا اور پھر ہمیں اپنی اُن صفات کا بھی مظہر بنا دیتا جو اس مادی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن میں ہم نے اپنی زندگی گذارنی ہے لیکن ان صفات کے صحیح استعمال کا ہمیں علم نہ دیتا۔ ان صفات سے ہمیں صحیح طریق پر کام لینے کا علم نہ دیتا۔ وہ ان راہوں کی نشاندہی نہ کرتا جن پر چل کر ہم مدارج ارتقاء طے کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جائیں تو پھر ان صفات کا ساری فطرت میں رکھا جانا مفید نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک طرف ہمیں فطرت صحیحہ عطا کی ہے اور دوسری طرف قرآن کریم جیسی تعلیم دے کر اس فطرت صحیحہ کے صحیح نشوونما کے سامان کر دیئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے بغیر انسان اپنی زندگی کا مقصد حاصل نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں دوستوں کو اس سلسلہ میں کہ قرآن کریم سے ہمیں کس قدر پیار کرنا چاہیئے اور پھر اگر فی الواقع پیار ہو جائے تو انسان ایک لحظہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اتنی اچھی حسین، خوبصورت، دلکش، موہ لینے والی اور دل و دماغ اور سینہ کو معطر کر دینے والی چیز ہمیں ملی ہو اور ہم اپنی اولاد اور اپنے رشتہ داروں کو اس سے محروم رکھیں) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے

دو اقتباسات

سُنانا چاہتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ الخیر کلّہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام

فلاح اور نجات کا سرچشمہ

قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی تھی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی۔ تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اگر یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی ہے اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو۔ جو تمہیں دی گئی یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

اسی طرح حضور علیہ السلام ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

"بلاشبہ جن لوگوں کو راہ راست سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے اُن کا دل قرآن شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے ان کے دل ہی اسی طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے محبوب کی طرف جھکتے ہیں۔ اور بغیر اس کے کسی جگہ قرار نہیں پاسکتے اور اس سے ایک صاف اور صریح بات سُن کر پھر کسی دوسرے کی نہیں سُنتے۔ اس کی ہر ایک صداقت کو خوشی سے اور دوڑ کر قبول کر لیتے ہیں اور آخر وہی ہے جو موجب اشراق اور روشن ضمیری ہو جاتا ہے اور عجیب در عجیب انکشافات کا ذریعہ ٹھہرتا ہے اور ہر ایک کو حسب استعداد معراج ترقی پر پہنچاتا ہے۔ راست بازوں کو

قرآن کریم کے انوار

کے نیچے چلنے کی ہمیشہ حاجت رہی ہے اور جب کسی حالت جدیدہ زمانہ نے اسلام کو کسی دوسرے مذہب کے ساتھ ٹکرا دیا ہے تو وہ تیز اور کارگر ہتھیار جو فی الفور کام آیا ہے قرآن کریم ہی ہے اب ایسا ہی جب کہیں فلسفی خیالات مخالفانہ طور پر شائع ہوتے رہے تو اس خبیث پودا کی بیخکنی آخر قرآن کریم ہی نے کی اور ایسا اس کو حقیر اور ذلیل کرکے دکھلا دیا کہ ناظرین کے آگے آئینہ رکھ دیا کہ سچا فلسفہ یہ ہے نہ وہ جو حال کے زمانہ میں تو جب عیسائی واعظوں نے سر اُٹھایا اور بدفہم اور نادان لوگوں کو توحید سے کھینچ کر ایک عاجز بندہ کا پرستار بنانا چاہا اور اپنے مغشوش طریق کو سوفسطائی تقریروں سے آراستہ کرکے اُن کے آگے رکھ دیا اور ایک طوفان ہند میں برپا کر دیا آخر قرآن کریم ہی تھا جس نے انہیں پسپا کر دیا کہ اب وہ لوگ کسی باخبر آدمی کو منہ بھی نہیں دکھلا سکتے۔ اور ان کے لمبے چوڑے عذرات کو یوں الگ کرکے رکھ دیا جس طرح کوئی کاغذ کا تختہ لپیٹے"

(حصہ دوم ص۲۵-۵۲۴)

غرض

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے

جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان اور خود ہماری اپنی عقل کے مطالبہ اور تقاضا کے مطابق ہمیں اتنا پیار کرنا چاہیئے۔ کہ کسی چیز سے ہم اتنا پیار نہ کرنے والے ہوں اور وہ ہمیں اتنا محبوب ہونا چاہیئے کہ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہ کریں کہ یہ نعمت جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس سے ہماری نسلیں محروم رہ جائیں پس ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو پہلے قرآن ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ سکھائیں۔ اور پھر ان کے لئے ایسا ماحول پیدا کریں۔ کہ قرآن کریم کی محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ اور وہ

قرآن کریم کے نئے نئے معارف

حاصل کرنے کے لئے ساری عمر کوشش کرتے چلے جائیں اور وہ اس حقیقی مقصد کو پورا کرنے کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش کی گئی ہے صحیح معنوں میں اور حقیقی رنگ میں خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر بننے والے ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کی اس کتاب سے روشنی۔ نور اور راہ نمائی حاصل کرکے خدا تعالےٰ کے قرب کی راہوں پر تیزی سے گامزن ہونے والے ہوں۔ اور اس کی رضا کو زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد تر حاصل کرنے والے ہوں۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین؁

درخواست دعا

صوبہ اڑلیسہ کے چار احمدی طلباء اس سال مختلف فائنل امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں بزرگانِ سلسلہ۔ درویشانِ قادیان و دیگر احباب جماعت احمدیہ سے عاجزانہ التماس ہے کہ ان احمدی طلباء کی نمایاں کامیابی کے لئے خاص طور پر سے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔

خاکسار:۔

ہارون الرشید ایم۔ ایس سی ہائی سکول
کھورک اُڑلیسہ

مہدیٔ آخر الزمان کے ظہور کا وقت

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
(مسیح موعودؑ)

از مکرم جناب مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دھلی

ایک لمبے عرصہ سے ہر دردمند اور بہی خواہ اسلام یہ محسوس کر رہا ہے کہ مسلمان زوال کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہیں اور ان کی حالت دن بدن زیادہ سے زیادہ تشویشناک ہوتی جا رہی ہے مسلمانوں کے گھروں سے علم۔ اخلاق۔ اتحاد۔ تجارت۔ زراعت اور دولت ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہیں اور ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت بالخصوص دردِ دل کے لئے عبرت کا موجب ہو رہی ہے۔ اور یہ صرف میرا ہی احساس نہیں بلکہ ہر دردمند اسلام کو یہ احساس ہے چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:۔

"آج دنیا پھر تاریک ہے وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے وہ پھر سو گئی ہے۔ جب سے بار بار اسے جگایا گیا وہ پھر سے بھول گئی جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ و زاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں آخری مرہم نصیب ہوا آج پھر تازہ ہو گیا ہے جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیلی ہے (الہلال جلد ۲ ص۱۰۴)

پھر لکھا ہے

"ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں سیکھ لیں" (دعوت عمل ص۹)

اہلحدیث جماعت کے مستند لیڈر جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہاں تک کہ اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں اور انہی کے اندر پھر جاتے ہیں" (اقتراب الساعۃ ص۱۲)

نامور شعرائے کرام نے اسلام اور مسلمانوں کی اس زبوں حالی کو دیکھ کر مرثیے تک لکھ دیئے چنانچہ علامہ حالی نے اسلام کی اس حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر
جہاں خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں زندگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے رکھ جس کے جلانے کے قابل
چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی
پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بلبلِ نغمہ خواں کی
کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب
(مسدس حالی)

علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

ان حالات میں جبکہ اسلام کا فقط نام ہی باقی رہ چکا تھا مسلمانانِ عالم میں کسی مصلح کا انتظار شدت سے شروع ہوا۔ کیونکہ فخر دو عالم حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث سے یہ پتہ چلتا تھا کہ اسلام کے تنزل کے وقت خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی بندہ تجدید دین کیلئے ضرور مبعوث ہوا کرے گا۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی زبان زدِ عام و خاص تھی کہ آخری زمانہ میں جبکہ مسلمان انتہائی تنزل اور گراوٹ میں چلے جائیں گے ایک حامیٔ دین ظاہر ہوگا جس کا نام مہدی بیان کیا گیا ہے چنانچہ تیرھویں صدی ہجری کے آخر سے امام مہدی کیلئے مسلمانوں کی چیخ و پکار کا آغاز ہوتا ہے اور مختلف ملکوں میں مسلمان اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہماری بدحالی کے پیش نظر امام مہدی یا امام آخر الزمان کو بھیجا جائے۔

۱۔ چنانچہ کتاب "خون حرمین" کے مصنف اسلام کی تباہی کا حال سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خدارا الٰہی بے کسی اور نازک

حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخرالزمان کو جلد بھیجئے تاکہ ضعیف الایمان امت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی کی روح پیدا ہو اور ضلالت کا فقدان ہو۔ یا رسول اللہ اب عقل اور اسباب ظاہری کا سہارا جاتا رہا۔ قویٰ بے کار ہو گئے ہمتیں پست ہو گئیں۔ خونخواران تثلیث نے ان کو فقیر بذلت میں اس طرح دھکیل دیا کہ اب ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اے نبی اللہ بتایئے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چور امت اپنے درد کی دوا کہاں پائے گی اور کیونکر امام موعود علیہ السلام کے حضور اپنی فریاد پہنچائے گی۔ اب دل کے زخم کی ٹیس اور سوزش ناقابل اظہار ہے۔"

۲۔ چوہدری محمد حسین ایم۔ اے کہتے ہیں۔

"یارب ہمیں اتنی لمبی عمر دے کہ ہم اس رحمۃ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں۔ یارب ہم پہ رحم فرما اور اسے ابھی بھیج۔ اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کونسا ہوگا۔

بیا بیا کہ نسیم بہار مے گزرد
بیا کہ گل ز رخت شرمسار میگزرد
بیا کہ فصل بہار است موسم شادی
مدار منتظرم روزگار مے گزرد"

(کاشف مخالطات قادیانی صفحہ ۲۵)

۳۔ شیعہ حضرات امام مہدی کے ظہور کے لئے لکھتے ہیں۔

بیا اے امام صداقت شعار
کہ بگذشت از حد غم انتظار
ز روئے ہمایوں بیفگن حجاب
عیاں ساز رخسار چوں آفتاب

(غایۃ المقصود صفحہ ۸۴)

۴۔ اور علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

(ضرب کلیم)

اس وقت جبکہ مسلمان غائت اضطراب میں آسمان کی راہ تک رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نیز سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ گریہ وزاری کر رہے تھے کہ اس وقت ہمیں ایک امام۔ ہادی اور مصلح کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آہ و زاری کو سنا اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر اصلاح امت کے لئے کھڑا کیا کہ

"اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو تازہ اور قوی کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۰۹)

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا:۔

"میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے .... پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔"

(فتح اسلام صفحہ ۱۰)

مسلمانوں کی موجودہ حالت کے پیش نظر جب ان کی زبوں حالی اور گراوٹ کے علاج کے لئے حضرت مرزا صاحب کے وجود کو پیش کیا جاتا ہے تو بالخصوص علماء تو زمانہ یہ کہہ کر اپنی جان چھڑا لیتے ہیں کہ امام مہدی کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا حالانکہ انہیں یہ اقرار ہے کہ مسلمان خراب ہو گئے۔ وہ یہود کے مثیل بن گئے قرآن مجید ان سے اٹھ گیا۔ فسق و فجور کا غلبہ ہو گیا اور ان سب خرابیوں کے باوجود معالج کے آنے میں ابھی دیر ہے۔ گویا یہ معالج اس وقت ظہور پذیر ہوں گے جب امت محمدیہ بالکل موت کی آغوش میں چلی جائے گی۔ اور زبان حال یہ پکار رہی ہے۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

دراصل یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے استہزاء اور تمسخر ہے۔

اس مختصر مضمون میں اسلامی لٹریچر کی روشنی میں ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ امام آخرالزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے جو وقت مقرر تھا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام عین اس وقت پر ظاہر ہوئے ہیں۔

احادیث پر عمومی نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ چودھویں صدی کا سر یعنی چودھویں صدی کا شروع ہے۔ احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل بعض علامات صغریٰ ظاہر ہوں گی یعنی چھوٹی چھوٹی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور یہ علامات صغریٰ امام مہدی معہود کے ظہور کے لئے بطور پیش خیمہ قرار دی گئی ہیں۔ چنانچہ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں ہونے والے علماء نے بڑی وضاحت سے یہ لکھا ہے کہ اس تیرھویں صدی میں علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں۔ اور اب عنقریب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

وہ علامات صغریٰ جن کا امام مہدی کے ظہور سے قبل ظاہر ہونا احادیث میں مذکور ہے مختصراً حسب ذیل ہیں:۔

اسلام کا انتہائی درجہ کمزور ہو جانا نصاریٰ کی حکومت کا دنیا میں پھیل جانا۔ علماء امت کا بدترین مخلوق ہو جانا۔ مسلمانوں کا یہود کے مثیل ہو جانا علم قرآن کا اٹھ جانا۔ دینی علوم سے مسلمانوں کی جہالت۔ فسق و فجور، بغض و حسد اور مال کی محبت کی کثرت گانے بجانے کا کثرت سے رواج۔ عورتوں کی حکومت کا ہو جانا۔ آخرت کو بھلا کر لوگوں کا دنیا میں منہمک ہو جانا۔ دنیا کو دین و ایمان پر مقدم کرنا۔ شراب اور زنا کی کثرت۔ اور ان گناہوں کا علی الاعلان ارتکاب۔

یہ علامات احادیث میں مہدی کے ظہور سے پیشتر کی بیان ہوئی ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ خرابیاں اور علامات جن کی ابتداء تیرھویں صدی کے شروع میں ہوئی۔ اور اس کے آخیر تک اپنے کمال کو پہنچ گئیں۔ چنانچہ اس زمانہ کے علماء ان علامات صغریٰ کے پورا ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس صدی میں علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں اور اب عنقریب امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اس سلسلہ میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حدیث الغاشیہ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ ہجری کے صفحہ ۱۹۸ میں لکھا ہے:۔

"علامات صغریٰ تو سب کی سب پوری ہو چکی ہیں بڑی علامتوں کا سرا۔ نکلنا مہدی کا اور اترنا مسیح کا ہے۔ جو نشان

متصل اس زمانہ کے ظہور و نزول کے ہونے والی ہیں ان کا انتظار لگ رہا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ دونوں صاحب جلد رونق افروز ہوں گے۔

۲۔ نواب صدیق حسن خان صاحب رئیس بھوپال اپنی کتاب حجج الکرامہ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ ہجری کے صفحہ ۳۹۵ میں لکھتے ہیں (یہ اصل فارسی میں ہے جس کا ترجمہ میں پیش کر رہا ہوں)

تمام علامات صغریٰ ظاہر ہو چکی ہیں اور دنیا و اہل دنیا میں ایک بڑا تغیر پیدا ہو گیا ہے اسلام بہت ضعیف ہو گیا ہے۔ علم اٹھ گیا ہے اور جہالت بڑھ گئی ہے۔ فسق و فجور بھی بہت ہو گیا ہے بغض و حسد۔ محبت مال اور اسباب معیشت کی طلب حد سے بڑھ گئی ہے آگے لکھتے ہیں۔ اور یہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کی علامتیں ہیں۔ اس سے آگے چل کر صاف الفاظ میں لکھتے ہیں آنچہ باقی است ہمیں ظہور مہدی موعود است یعنی اور تو سب علامتیں پوری ہو چکی ہیں بس اب مہدی موعود کا ظہور باقی رہ گیا ہے۔

۳۔ ابوالخیر نواب نورالحسن خان صاحب ابن نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۲۲۱ میں لکھتے ہیں۔

"اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل اور رحم و کرم فرمائے چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاوے۔"

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کا ظہور چودھویں صدی کے سر پر ہونا تھا۔

ایک اور امر جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی کا سر مقدر تھا۔ حدیث دار قطنی میں حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل روایت ہے۔

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

یعنی مہدی کی دو نشانیاں ہیں جو پہلے کبھی واقع نہیں ہوئیں۔ پہلی علامت اور نشان یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں (چاند گرہن کی تاریخوں میں سے) پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا اور دوسری نشانی یہ ہے کہ اسی رمضان کے مہینے میں (سورج گرہن کے دنوں میں سے) درمیانی تاریخ کو سورج کو گرہن لگے گا۔

یہ روایت امام مہدی کے زمانہ کی علامات میں اس قدر مشہور ہو چکی تھی کہ ہر طبقے کے لوگوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد صاحب ساکن لکھو کے (جو ایک مشہور عالم گذرے ہیں) نیز علامہ شیخ مرعی نے اس علامت کو مہدی کی علامات میں شمار کیا ہے۔

ضمناً یہ بھی تحریر ہے کہ انجیل میں بھی مسیح موعود کی آمد کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ

"اس وقت سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔"

(متی باب ۲۴ آیت ۲۹)

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشگوئی لفظاً بلفظ رمضان شریف ۱۳۱۱ھ میں مطابق ۱۸۹۴ء میں پوری ہوئی۔ چنانچہ ۱۳۱۱ھ میں تیرھویں رمضان کو جو چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے چاند گرہن ہوا اور اٹھائیسویں رمضان کو جو سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ ہے سورج گرہن ہوا۔

جماعت احمدیہ کانپور کے پاس ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ کی جنتری موجود ہے جس میں مذکورہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن کا تذکرہ ہے جو احباب دیکھنے کے خواہشمند ہوں وہ مکرم محمد احمد صاحب سوجیہ سیکرٹری مالی جماعت احمدیہ کانپور ۲۴/۲۹ مکھنیان بازار کانپور کے ہاں دیکھ سکتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ کے مطابق یہ علامت صرف امام مہدی کے زمانہ کے لئے مقدر تھی۔ جس سے ثابت ہوا کہ مہدی کے ظہور کا زمانہ چودھویں صدی کا سر ہے بلکہ اس سے یہ امر بھی متعین ہو گیا کہ امام مہدی کا ظہور ۱۳۱۱ھ سے قبل ہو جانا ضروری تھا تاکہ آسمان پر جب یہ علامات ظاہر ہوں تو اسے دیکھ کر دنیا کو معلوم ہو جائے کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں اور لوگ ان کی تلاش میں لگ جائیں۔

پس ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس امر پر غور کرے کہ وہ کونسا موعود ہے جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر خوشخبری دی تھی۔ اور جس کی صداقت پر ۱۳۱۱ھ میں چاند اور سورج نے گواہی دی۔ ایک سچے مومن کا دل چاند اور سورج گرہن کو دیکھتے ہی فوراً مہدی کی تلاش کے لئے بے تاب ہو جانا چاہیئے تھا اور اب تو چودھویں صدی کا بھی اختتام ہو رہا ہے اور صرف پندرہ سال اس کے باقی رہ گئے ہیں

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر ظاہر ہونے والا موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے۔ اور اگر ان کا دعوےٰ درست نہیں تو پھر خدارا بتائیں کہ وہ کونسا موعود ہے جن کے لئے ۱۳۱۱ھ میں چاند اور سورج نے گواہی دی ہے۔

یہ کہہ دینا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ درست نہیں کیونکہ اگر انہیں بھی نازل ہونا تھا تو چاند سورج کی علامات کے ظہور سے قبل ان کا نزول ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن قرآن مجید اور احادیث سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور اس جسم کے ساتھ دوبارہ نازل ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔

آج سے دو ہزار سال قبل جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنا دعوےٰ پیش فرمایا تو یہودی فریسیوں نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ایلیا نبی جو پہلے آسمان پر گئے ہوئے ہیں پہلے ان کا نزول ہوگا اور پھر ہم کسی اور کے دعوےٰ پر غور کریں گے۔ لیکن آج تک حضرت ایلیا علیہ السلام آسمان سے نازل نہیں ہوئے اور نہ ہی آئندہ کبھی ان کے نزول کا امکان ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اطلاع دی ہے کہ اسلام کی ترقی اب میرے ذریعہ سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ میری قائم کردہ جماعت کے ذریعہ اسلام کو غلبہ بخشے گا۔ اور کوئی مسیح آسمان سے نازل نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی...... ..... یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ سب مریں گے...... ......اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید ہو کر اور بدظن ہو کر اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴۔۶۵)

میرے مسلمان بھائیو بغیر امام کے آپ لوگ پراگندہ ہیں اور ان بھیڑوں کی طرح ہیں جن کا کوئی چرواہا نہیں۔ اس لئے روز بروز انحطاط کی طرف جا رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمارے لئے ایک امام بھیجا ہے جس نے ایک جماعت قائم کی ہے اور وہ جماعت تمام دنیا میں اشاعت اسلام کا فریضہ ایک تنظیم کے مطابق سرانجام دے رہی ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں جماعت احمدیہ نے تبلیغی مشن اور اشاعتی مرکز بنائے ہیں جہاں دلائل اور براہین کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ سعید الفطرت انسان دھیرے دھیرے اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو امام وقت کو پہچانتے ہیں اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر اسلام کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

اخبار بدر

کی

توسیع اشاعت میں ہر احمدی کوشش فرمائے

اخبار بدر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و عافیت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیز بزرگان سلسلہ کی خیریت اور مرکز قادیان و دیگر احمدی دنیا کے حالات سے باخبر رکھتا ہے۔ اس میں حضرت امیر المومنین کے روح پرور اور پر معارف خطبات و ارشادات اور علماء کرام کے روحانی علمی و تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس میں صدر انجمن احمدیہ اور نظارتوں کے ضروری اعلانات ہوتے ہیں۔ اسکے ذریعہ جماعتوں و افراد کی مرکز و نظام سلسلہ سے وابستگی رہتی ہے اسکے بیش بہا کثیر فوائد کے مقابل پر اخبار کا سالانہ چندہ صرف سات روپے ہے۔ اس لئے اخبار بدر کی توسیع اشاعت کیلئے ہر احمدی دوست کو کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ہر جماعت اور خاندان کو اخبار بدر کا خریدار بننا چاہیئے۔ (مینیجر اخبار بدر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خداداد مشن پر یقین کامل

از مکرم جناب مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

ہر مامور ربانی اور نبی و رسول کے لئے از بس ضروری ہے کہ سب سے پہلے اُسے اپنے الہام و وحی اور خداداد مشن پر یقین کامل ہو جبھی وہ اس مقدس مشن کی طرف دوسروں کو دعوت دے سکتا ہے اور تبھی دوسرے اس کے اس یقین کامل اور استقامت تامہ سے متاثر ہو کر اُس پر ایمان لا سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ اعلان کروایا ہے

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ۔

(یوسف ع ۱۲)

آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں اللہ تعالے کی طرف بلاتا ہوں۔ جنہوں نے سچے طور پر میری پیروی اختیار کی ہے۔ میں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں۔

گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے مقدس مشن پر یقین کامل اور بصیرت تامہ حاصل تھی۔ اس یقین کامل نے آپ کے اندر استقلال و استقامت پیدا کی۔ اور آپ نے اس صداقت کی تبلیغ و اشاعت میں ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کیا۔ چنانچہ جب عمائدین مکہ ایک دن آنحضرت صلعم کے چچا ابوطالب کے پاس آئے۔ اور ان کے ذریعہ آپ کو پیغام دیا۔ کہ اگر آپ کو عزت کی خواہش ہو تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لینے کیلئے تیار ہیں اگر آپ دولت کے خواہشمند ہیں تو ہم آپ کے قدموں میں اپنا مال نچھاور کر دیں گے۔ اگر شادی کے خواہشمند ہیں تو جس لڑکی کو آپ پسند کریں ہم اُسی سے آپ کی شادی کروا دیں گے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اس کے بدلہ میں آپ ہمارے بتوں کے خلاف کہنا چھوڑ دیں۔ جب ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کے سرداروں کا پیغام دیا تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

اے میرے چچا میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں اور میرا ساتھ دیں۔ آپ بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں لیکن مجھے خدائے واحد لاشریک کی قسم ہے۔ کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں۔ تب بھی میں خدا تعالے کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں اپنے کام میں ...... لگا رہوں گا جب تک خدا مجھے موت دے۔ آپ اپنی مصلحت کو خود سوچ لیں"۔

اس ایمان و اخلاص سے پُر جواب کو سُن کر ابوطالب نے کہا۔ اے میرے بھتیجے جاؤ اور اپنا فرض ادا کرتا رہ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بیشک چھوڑ دے۔ میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا"۔

(ابن ہشام زرقانی)

جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی پاکیزہ سیرت میں بھی نظر آتا ہے کہ آپ کو اپنے الہام و وحی اور خداداد مشن پر کامل اور بصیرت تامہ حاصل ہے۔ اور آپ بھی شدید مخالفت کے باوجود آخری دم تک تبلیغ دین و اشاعت اسلام کے فریضہ کی انجام دہی میں لگے رہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اپنے دعاوی کے بارہ میں فرماتے ہیں:

(۱) "مجھے خدا تعالے کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے۔ کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"۔

(اربعین نمبر ۲)

(۲) "پہلے ایک شخص نے ایک مرتبہ عرض کی۔ کہ اپنے دعوے کے بارہ میں حلفیہ تحریر دیں۔ تب آپ نے تحریر فرمایا۔ کہ

"میں خدا تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔

(ملفوظات جلد اول ص۱۴۱)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ آپ کو اس مکالمہ الٰہیہ پر کس قدر یقین و ایمان تھا۔ آپ کی مندرجہ ذیل تحریرات سے پتہ چلتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

(الف) "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے۔ یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر"۔

(تجلیات الٰہیہ)

(ب) نیز فرمایا ہے

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات
واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح)

یعنی جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر نازل شدہ کلام پر اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو تورات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی مقدس قرآن پر یقین حاصل تھا۔ اسی طرح مجھے اپنے اوپر نازل ہونے والے کلام پر یقین حاصل ہے۔ کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ اور جو شخص غلط بولے وہ لعنتی ہے"

(۴) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اپنے اس خداداد مشن کی تکمیل کے لئے خدائی تائید و نصرت کے بارہ میں پورے یقین و وثوق سے فرماتے ہیں:۔

(الف) "میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اُن میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں ...... اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں۔ اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ جو شخص دل کو پاک کرے گا اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا۔ وہ بھی خدا تعالے سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو۔ کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اگر دروازہ بند نہیں ہے۔ تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے پس یہ اسلامی حقیقت۔ اور میری حقانیت کی ایک ... دلیل ہے"۔

(اربعین نمبر ۲)

(ب) نیز آپ اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی۔ مگر وہ مجھ کو جانتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں

کی تنظیم اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں۔ جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو۔ کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک میرے ساتھ وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدہ کرتے کرتے تمہارے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سُنے گا۔ اور نہیں رُکے گا۔ جب تک کہ وہ اپنے کام پورے نہ کرے.......

... میں اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اور۔ اور خدا کسی امر کو فیصلہ کے بغیر نہیں چھوڑتا...... جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۵)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے خداداد مشن کی کامیابی اور تکمیل پر یقین کامل حاصل تھا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے۔ اور خدا تعالیٰ ہر قدم پر آپ کی تائید و نصرت فرماتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی اس تائید و نصرت کا ہر آن مشاہدہ کرنے کی وجہ سے آپ کو دُنیا کی مخالفت کی ذرّہ بھر پرواہ نہ تھی۔ آپ کا دل عشقِ الٰہی سے معمور تھا۔ اور اُسی پر آپ کو کامل توکل و بھروسہ تھا۔ چنانچہ آپ ایک طرف دُنیا کی مخالفت اور دوسری طرف خدائی لطف و کرم کو دیکھ کر اپنے پیارے خدا کو کس محبت بھرے انداز سے مخاطب کرتے ہیں:-

"تو میرے مولا۔ میرے پیارے مالک۔ میرے محبوب۔ میرے معشوق خدا۔ دُنیا کہتی ہے تو کافر ہے مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے۔ اگر ہو تو اُس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دُنیا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا۔ کہ میں کس حالت میں ہوں۔ اُس وقت تو مجھے جگاتا ہے۔ اور محبت اور پیار سے فرماتا ہے۔ کہ غم نہ کھا میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولا یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے ہوئے پھر بھی میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

(ڈائری روزنامہ بدر ۱۱ر جنوری ۱۹۱۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعاوی پر یقین کامل تھا۔ اور پھر اس راہ میں استقامت و استقلال آپ کی کامیابی و صداقت کی ایک دلیل تھی۔ آپ کے اشد ترین مخالفین نے بھی آپ کی ان خصوصیات و کمالات کا اعتراف کیا۔ چنانچہ مئی ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات پر

۱- لاہور کے ایک آریہ اخبار "اندر" نے لکھا۔ کہ

"اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمد (صلعم) سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت اُن کا استقلال تھا۔ خواہ وہ کسی مقصود کو لے کر تھا۔ اور ہم خوش ہیں۔ کہ وہ آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔"

۲- اسی طرح الٰہ آباد سے شائع ہونے والے ایک انگریزی اخبار "پائنیر" نے لکھا کہ

"مرزا صاحب کو اپنے دعوے کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔ اور وہ کامل صداقت اور خلوص کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتے تھے۔ کہ اُن پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ اُنہیں ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے....... بہرحال قادیان کا نبی اُن لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے۔"

ٹانڈہ کالج میں "اسلام" پر تقاریر

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان سے قریباً ۲۲ میل دور جانب مشرق ضلع ہوشیار پور میں ایک قصبہ ہے جو ٹانڈہ نام سے موسوم ہے اس قصبہ کے کالج کے بعض پروفیسر صاحبان نے مختلف اوقات میں ہمارے بعض انجمن کے عہدیداران سے ملاقات کے دوران میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہمارے کالج میں ایسا لیکچر ہو جس سے اسلام کا تعارف حاصل ہو چنانچہ اس کے بعد ٹانڈہ کالج کے پرنسپل جناب سردار کرتار سنگھ صاحب کی طرف سے مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری کے نام ایک مکتوب موصول ہوا جس میں لکھا گیا تھا کہ "اسلام کے بنیادی اصول" پر تقریر کے لئے اپنا نمائندہ بھیجیں۔ لیکچر کے لئے ۷ رفروری کے دن گیارہ بجے صبح کا وقت مقرر کیا گیا۔

اس موقعہ پر مدرسہ احمدیہ میں سے مولوی فاضل کلاس کے پانچ طالب علم خورشید احمد صاحب۔ عبدالحلیم صاحب۔ عبدالکریم صاحب ملکانہ، عبدالمالک صاحب و رفیق احمد صاحب۔ ایک دن پہلے یعنی ۶ رفروری کو بعد دوپہر بطور رہائش سائیکلوں پر قصبہ ٹانڈہ روانہ ہو گئے۔

دوسرے دن یعنی ۷ رفروری کو صبح ساڑھے آٹھ بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ و مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ و مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ و مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری و خاکسار محمد کریم الدین اور مکرم فضل الٰہی خاں صاحب بذریعہ کار قادیان سے ٹانڈہ کے لئے روانہ ہوئے علاوہ ازیں متعدد درویش حضرات بڑے شوق کے ساتھ صبح سات بجے سائیکلوں پر چل پڑے تھے جن کی تعداد قریباً ایک درجن تھی۔ ہمارا یہ وفد بخیر و عافیت ساڑھے دس بجے ٹانڈہ پہنچ گیا۔

کالج کے احاطہ میں داخل ہو کر ہم لوگ طلباء کی رہنمائی میں پرنسپل صاحب کے کمرہ میں آ گئے۔ معلوم ہوا کہ پرنسپل صاحب کسی ضروری کام کی بناء پر اچانک باہر چلے گئے ہیں۔ بہرحال ان کے قائمقام پرنسپل کے ساتھ کچھ دیر رسمی گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد وہ ہمیں ٹھیک گیارہ بجے حسب پروگرام تقاریر کے لئے کالج کی گراؤنڈ میں لے گئے۔ وہاں پہلے ہی کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ ایک طرف طالبات تھیں اور دوسری طرف طلباء

اسلام کے بنیادی اصول

سب سے پہلے خاکسار محمد کریم الدین کی تقریر اسلام کے بنیادی اصول پر ہوئی۔ خاکسار نے ابتداء میں کالج کے منتظمین کی اس کوشش کو سراہتے ہوئے بیان کیا کہ ہندوستان ایک سیکولر سٹیٹ ہے اسلئے ہم میں سے ہر ایک کے لئے یہ امر بڑا ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے مذاہب سے واقفیت حاصل کریں تا ہم ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہو جائیں اور ہمارا قومی اتحاد مضبوط ہو۔ اس کے بعد خاکسار نے اسلام کے بنیادی اصول پر روشنی ڈالی۔ سب سے پہلے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان کا ذکر کرتے ہوئے اس اصل کو پیش کیا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے کیونکہ وہ ہر زمانہ میں بولتا ہے اور اس زمانہ میں بھی اس نے قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام سے کلام کیا۔

اسلام کا دوسرا اصل یہ ہے کہ فرشتوں پر ایمان لایا جائے۔ خاکسار نے مختصر طور پر فرشتوں کے وجود و صفات پر مختصر روشنی ڈال کر اسلام کا تیسرا اصل بیان کیا کہ ہر زمانہ میں ضرورت اور استعدادِ انسانی کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قانون آتا رہا ہے۔ اور جب انسانی استعدادیں مکمل ہو گئیں تو ایک مکمل ضابطۂ حیات اسکی طرف سے قرآن شریف کی شکل میں نازل کیا گیا۔ چوتھا اصل اسلام کا یہ ہے کہ خدا نے ہر زمانہ میں، ہر ملک میں اور ہر قوم میں مامورین و مصلحین کو مبعوث فرمایا۔ اور ہم ان سب کو سچا سمجھتے ہیں۔ اس اعتبار سے ایک سچے مسلمان کو کسی بھی مذہبی پیشوا سے کوئی پرخاش نہیں ہو سکتی۔ اور یہ اصل خصوصاً آجکل اتحادِ قومی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے وقت کی رعایت سے مختصراً عباداتِ اسلامی نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کی تشریح کر کے ان کا فلسفہ و حکمت بیان کی اور آخر میں بتلایا کہ آج دنیا کی اصلاح کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ وہ حیات آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اعمال سرانجام دے اور اسلام نے اس پر بڑا زور دیا ہے۔

اسلام کے متعلق غلط فہمیاں

خاکسار کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے اسلام کے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کیسی جماعت تیار ہوئی؟

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بلند مقام

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

ذیل میں محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے کی اُس تقریر کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے جو آپ نے قادیان کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء میں فرمائی۔ اس حصہ میں صاحب موصوف نے خصوصیت کے ساتھ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُرعظمت شخصیات پر روشنی ڈالی ہے۔ حضورؑ کے ذریعہ جو پاک باز جماعت تیار ہوئی وہاں کے چند قابل احترام بزرگان کا تذکرہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

——— (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فیض یافتہ صحابہ کرام وآخرین منھم کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ واجب الاحترام کے رنگ میں رنگین تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مبارک وہ جواب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نیز فرمایا:۔

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروؤں سے جو اُن کی زندگی میں اُن پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ اُن کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ...... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں اگر آج اُن کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔"

(بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۶۵)

عشق الٰہی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کمال جاذبیت پیدا کر دی تھی جس نے آپ کے صحابہ میں بھی عجیب رنگ کا عشق و محبت پیدا کر کے اُن کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ وہ محبت اللہ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عبادت گذاری۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ ایثار۔ انکسار بے نفسی اور خدمت خلق کے پُتلے نظر آتے تھے۔ اس انقلاب کے دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ ان کی عظمت کا علم حضور کی وحی میں سکھلائی گئی اس دعا سے ہوتا ہے کہ:۔

اللّٰھُمَّ اِن اھلکت ھٰذہٖ العصابۃ فلن تُعبَدَ فی الاَرضِ ابدًا (تذکرہ طبع ثانی ص ۴۴۵) یعنی اے خدا! اگر تُو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس کے بعد اس زمین میں تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔ گویا اُن کی ہلاکت اور نیست و نابود ہونے سے دنیا عبادت سے خالی ہو جاتی۔ اور الٰہی کی ترقی اور کامرانی اور پھلنے پھولنے سے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا قیام و بقا وابستہ کر دیا تھا۔ بھلا وہ کیونکر ہلاک ہو سکتے تھے وہ زندہ جاوید بن گئے۔ اور جو صدق و ثبات سے ان کے نقش قدم پر چلے گا وہ بھی دونوں جہانوں میں ابدی زندگی سے بہرہ ور ہوگا۔

دہلی میں کپورتھلہ سے آمدہ ایک ہندو وکیل کے پاس خاکسار مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کو لے کر (جو اس وقت دہلی میں مبلغ تھے) گیا۔ وہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کی نیکی۔ دعاؤں اور ایثار اور بے نفسی اور بے لوث حسن سلوک کا ذکر کر کے بے اختیار رونے لگے اور کہنے لگے کہ ان کی وفات کے بعد زندگی بے کیف ہو گئی ہے۔ اور میں اپنے تئیں زندہ نہیں بلکہ مُردہ یقین کرتا ہوں۔ میری چھوٹی بچی بیمار تھی ساری رات حضرت منشی صاحب اور آپ کے صاحبزادہ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر وکیل (حال امیر جماعت لائل پور) ہمیں بتائے بغیر مسجد احمدیہ میں بچی کی صحت کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ ادھر ہم سے ذکر تک نہیں کیا مجھے خواب سے علم ہوا۔ بچی کے بچنے کی قطعاً امید نہ تھی۔ ان کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور اب وہ صاحب اولاد ہے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ سناتے تھے کہ جب مباحثہ آتھم سے آخری روز ہم قیامگاہ پر واپس آئے۔ تو کرنل الطاف علی خاں صاحب ہمارے ساتھ واپس آ گئے اور مجھ سے کہا کہ میں حضرت صاحب سے تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ اندر چلے جائیں ہم کسی کو باہر سے آنے نہ دیں گے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ چنانچہ کرنل صاحب جو کوٹ پتلون پہنے۔ داڑھی مونچھ منڈوائے ہوئے تھے۔ اندر چلے گئے اور آدھ گھنٹہ کے قریب حضرت صاحب کے پاس تخلیہ میں رہے۔ اور جب آئے تو چشم پُرآب تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کیا باتیں کیں جو ایسی حالت ہے۔ کہنے لگے کہ جب میں اندر گیا تو حضرت صاحب اپنے خیال میں بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن بوریئے پر حضور کا گھٹنا ہی تھا۔ اور باقی زمین پر بیٹھے تھے۔ میں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں۔ اور حضور نے یہ سمجھا کہ میں بوریئے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے حضور نے اپنی پگڑی بوریئے پر بچھا دی اور فرمایا آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل پڑے اور میں نے عرض کی کہ اگرچہ میں ولایت میں بپتسمہ لے چکا ہوں مگر اتنا بے ایمان نہیں ہوں کہ حضور کے مصلے پر بیٹھ جاؤں۔ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں۔ میں مصلے کو ہٹا کر بوریئے پر بیٹھ گیا۔ اور اپنا حال سنانا شروع کیا کہ میں شراب بہت پیتا ہوں اور دیگر گناہ بھی کرتا ہوں۔ خدا اور رسول کا نام نہیں جانتا لیکن میں آپ کے سامنے اس وقت عیسائیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔ مگر جو عیوب مجھے لگ گئے ہیں۔ اُن کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا استغفار پڑھا کرو اور پنجگانہ نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ جب تک میں حضور کے پاس بیٹھا رہا میری حالت دگرگوں ہوتی رہی اور میں روتا رہا۔ اور ایسی حالت میں اقرار کر کے کہ میں استغفار اور نماز ضرور پڑھا کروں گا آپ سے اجازت لے کر آ گیا۔ وہ اثر میرے دل پر اب تک ہے۔ حضرت منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ دو تین سال بعد کرنل صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا استغفار اور نماز میں نے اب تک نہیں چھوڑی۔ اور میں نے ایک دفعہ پچاس روپے حضور کو بھیجے اور مجھے خوشی ہے کہ حضور نے قبول فرمائے۔ (اصحاب احمد حصہ چہارم۔ ص ۹۸/۹۹)

حضرت بابو محمد افضل صاحبؓ مرحوم کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ وہ مشرقی افریقہ میں ملازم اور بہت خوشحال اور فارغ البال تھے۔ انہوں نے وہاں سے روپیہ بھجوا کر لکھا کہ ان کی بیوی کو وہاں بھجوا دیا جائے۔ اور اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اسے طلاق دیدی جائے۔ یہ خط حضور کی خدمت پیش کیا گیا تو فرمایا کہ وہ تو جب طلاق دیگا مگر اسے لکھ دو کہ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا۔ وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لیگا۔

حضور کی ناراضگی کی اطلاع سے بابو صاحب کی زندگی کی کایا پلٹ گئی۔ اور وہ دنیا ترک کر کے قادیان اس عزم کے ساتھ آ گئے کہ خواہ کچھ ہو وہ واپس نہیں جائیں گے۔ انہوں نے البدر اخبار جاری کیا تا کہ خدمت بھی ہو اور کچھ گذارہ بھی پیدا ہو۔ لیکن مشکلات بہت تھیں۔ مرحوم اور ان کے گھر والوں نے بسا اوقات دن کو آدھا پیٹ کھانا کھایا اور رات کو بھوکے سو گئے اور اکثر خشک نون مرچ کے ساتھ بھی روٹی کھا کر گذارہ کرتے تھے۔ سخت سردی کے انہیں ایندھن خریدنے کی بھی طاقت نہیں ہوتی تھی نیچے بھی اور وہ بھی پہلے پھٹے کپڑوں میں ملبوس ہوتے تھے۔ یہ لائق اور انگریزی میں عمدہ مہارت رکھنے والا باہر چلا جاتا تو خوب کماتا لیکن اس نے جو عہد باندھا تھا موت تک اسے خوب نبھایا۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ حصہ دوم ص ۲۳۹/۲۴۰)

مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان کرتے ہیں کہ مسجد احمدیہ کپورتھلہ پر مخالفین نے قبضہ کر لیا اور احمدیوں کو عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ مدعا علیہ زر دار اور بارسوخ افراد شہر تھے۔ احمدی معدودے چند تھے اور وہ بھی ایسے جن کا کوئی اثر و رسوخ نہ تھا۔ جماعت کو تنگ کیا جاتا تھا۔ آوارہ لوگ راستہ روکتے گالی گلوچ دی جاتی۔ امام مسجد احمدیہ کو پیٹا گیا۔ گھسیٹا گیا اور ان کی پگڑی میں آگ پھینکی گئی۔ حالات احمدیوں کے بالکل مخالف تھے اور مخالفین کو اپنی کامیابی پہ پورا یقین تھا۔ لدھیانہ میں ایک مجلس میں حضرت منشی ظفر علی صاحب نے بڑے عجز و الحاح کے ساتھ آبدیدہ ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سے مسجد چھین گئی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ مسجد ہمیں مل جائے۔ حضور نے بڑے جلال کے رنگ میں فرمایا کہ

"اگر میں سچا ہوں اور میرا
سلسلہ سچا ہے تو مسجد تمہیں
ضرور ملے گی"

گویہ امر احتیاط کے خلاف سمجھا جائے لیکن منشی ظفر علی صاحب نے مخالفوں سے اعلانیہ اس بات کا اظہار کر دیا۔ اور اب فریقین کو ہی اپنی کامیابی کا کامل یقین تھا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ڈاکٹر سے منشی صاحب کی ستر داڑھی بند ہو گئی۔

آخر کار عدالت کے حاکم نے ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہا۔ وہ بحث سن چکا تھا اور مخالفانہ خیال ظاہر کر چکا تھا۔ اور اب فیصلہ سنانا باقی تھا۔ کہ ایک روز وہ کچہری آنے کی تیاری میں تھا کہ حضرت منشی عبد الرحمن صاحب کپورتھلوی کے خواب کے مطابق یہ حاکم حرکت قلب بند ہونے سے اچانک فوت ہو گیا اور دوسرے حاکم کے آنے پر فیصلہ احمدیوں کے حق میں ہو گیا۔ (اصحاب احمد جلد چہارم ص ۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی وفات پر خطبہ دیتے ہوئے ابتدائی صحابہ کے متعلق فرمایا:۔

"یہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ کے انبیاء کی صحبت حاصل ہوتی ہے یہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے انبیاء کا قرب رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے قائم کردہ خلفاء کے بعد دوسرے درجہ پر دنیا کے امن اور سکون کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ منزہ دری نہیں کہ ایسے لوگ پھر پھر کر لوگوں کو تبلیغ کرنے والے ہوں۔ ان کا وجود ہی لوگوں کے لئے برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اور جب کبھی ذرا خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی نافرمانی کی وجہ سے کوئی عذاب نازل ہونے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس عذاب کو روک دیتا ہے اور کہتا ہے ابھی اس قوم پر مت نازل ہو۔ کیونکہ اس میں ہمارا ایسا بندہ موجود ہے جسے اس عذاب کی وجہ سے تکلیف ہوگی۔ پس انکی خاطر دنیا میں امن اور سکون ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ یہ تو اس خاص درجہ سے بھی بالا تھے۔ ان کو خدا نے .... صحابی اور کچھ ابتدائی صحابی بننے کی توفیق عطا فرمائی ....

"یہ ایک گروہ تھا جس نے عشق کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا ...
.... اگر موسیٰ کے صحابی ....
(اور) عیسیٰ کے صحابی .... اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں تو ہم فخر کے ساتھ ان کے سامنے اپنے ان صحابہ کو پیش کر سکتے ہیں"

"..... تمہیں اپنے اندر عشق پیدا کرو اور وہ راہ اختیار کرو جو ان لوگوں نے اختیار کی۔ پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعود ..... کے جو صحابی باقی ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں"
(اصحاب احمد جلد چہارم ص ۲۷۶ تا ۲۷۸)

احباب کرام۔ حضور کی ولادت پر ایک سو تیس سال کے قریب اور دعویٰ پر ستر سال بیت چکے ہیں۔ گلستان اسلام میں یہ بہار جانفزا تیرہ سو سال بعد آئی تھی۔ ابھی صحابہ کی شکل میں چند پھول باقی ہیں۔ ہاں اس لولاک لما خلقت الافلاک کے مقام پر فائز مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک کے پروردہ چند پھول ان کی طول عمر کے لئے دعائیں کرو۔ اور ان سے دعائیں لو اور ان کے فیوض سے دامن بھر لو جس قدر چاہو کہ پھر یہ زمانہ لوٹ کے ہرگز نہ آئے گا بلکہ وہ وقت بھی آئے گا جس کے متعلق حضور فرماتے ہیں سہ

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

ٹانڈہ کالج میں اسلام پر تقاریر

(بقیہ صفحہ ۱۰)

پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس کی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ اس طرح پر کسی کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہی نہ ہو سکتی اگر کوئی مسلمان بادشاہ ایسا گذرا ہے جس نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے تو ہم اُسے مسلمان نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ اس نے اسلامی تعلیم کے خلاف کیا۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ دین کے بارہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی فاضل مقرر نے حکومت وقت کے ساتھ تعاون کرنے کی تعلیم کو بیان کیا کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ جس کسی بھی حکومت کے زیر سایہ ہوں اُس کی پوری پوری وفاداری کریں۔ اسی طرح مردوں و عورتوں کے حقوق، پردہ اور دیگر امور پر چوہدری صاحب موصوف نے مختصراً مگر عمدہ رنگ میں روشنی ڈالی جس کو حاضرین نے نہایت دلچسپی سے سنا اور پسند کیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا خطاب

تیسری تقریر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ آپ نے اپنا تعارف کرانے کے بعد اپنے خاندانی حالات مختصراً بیان کر کے فرمایا کہ ہمارے دادا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا نے مجھے مسلمانوں کے لئے مہدی و مسیح اور عیسائیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی آمد سے قبل اسلام کی طرف غلط نظریات منسوب کئے جانے لگے تھے۔ اور اسلام کے خوبصورت چہرہ پر گرد و غبار پڑ گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اسی لئے مبعوث فرمایا کہ آپ اسلام کا خوبصورت چہرہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ آپ کے دعویٰ پر ہر قوم نے مخالفت کی۔ مگر خدا تعالیٰ کی قائم کردہ یہ جماعت پھیلتی چلی گئی۔ اور ہندو پاکستان کے علاوہ آج ہمارے مشن دنیا کے ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس میں وہاں کے مقامی باشندے ہی بطور مبلغ کام کرتے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے فرداً فرداً اکثر مشنوں کے بارہ میں مفصل بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کے غیر ملکی تراجم کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ قرآن ہی آج دنیا میں وہ واحد کتاب ہے جو اپنے زمانہ نزول سے لیکر آج تک محفوظ ہے۔ اور اس کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں کو بڑی جلدی ملانے والی کتاب ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ اس موقعہ پر میں کالج کی لائبریری کے لئے بطور تحفہ کچھ کتابیں لایا ہوں۔ یہی تحفہ ہم نے آئزن ہاور کو پیش کیا تھا۔ وہی تحفہ ہم نے پنڈت جواہر لال نہرو اور اندرا گاندھی موجودہ وزیر اعظم ہند کو پیش کیا۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جس میں اسلامی تعلیم کا تمام خلاصہ آ جاتا ہے۔ آخر میں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا آج میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا خدا وہ خدا زندہ خدا ہے جو دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ جب بھی کوئی تکلیف ہو خدا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ نہ صرف خود دعا کریں بلکہ ہمیں قادیان لکھیں ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ جو سب کا خدا ہے وہ ضرور ہماری دعاؤں کو سنے گا۔ اسی کے ساتھ ہی آپ نے پرنسپل صاحب اور دیگر سٹاف کا شکریہ ادا فرمایا کہ انہوں نے یہ تقریب منعقد کر کے ہمیں لیکچر کے لئے بلایا۔

اسلامی لٹریچر کا تحفہ

تقریر ختم کرنے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے قرآن مجید انگریزی ترجمہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کا چیدہ چیدہ لٹریچر کالج کی لائبریری کے لئے بطور تحفہ پیش فرمایا۔ جسے قائم مقام پرنسپل صاحب نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔

بعدہٗ قائم مقام پرنسپل صاحب نے جو جلسہ کی صدارت کر رہے تھے جماعت احمدیہ کے وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں ایسے مواقع میسر آتے رہیں گے جن میں ہم اسلامی نظریات کو سن سکیں گے۔ آخر میں قومی ترانے کا ریکارڈ بجایا گیا۔ اور ٹھیک بارہ بجے اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر کالج کے طلباء میں مدرسہ احمدیہ کے طالب علموں نے لٹریچر تقسیم کیا۔ واپسی سے قبل کالج کے سٹاف روم میں چائے کے ساتھ ہماری تواضع کی گئی۔ اس اثناء میں مختلف مسائل پر مختلف پروفیسروں سے بات چیت ہوتی رہی۔ اور پھر ایک بجے ہمارا وفد وہاں سے واپس لوٹا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تقاریر کے نیک نتائج ظاہر فرمائے اور اسلام سے متعلق اس کالج کے پروفیسروں اور طلباء میں مزید دلچسپی پیدا ہو اور صحیح رنگ میں وہ اسلامی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بلا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

فتح اسلام کے دو آسمانی راز

وفاتِ مسیح اور دوامِ خلافت

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفرپور (بہار)

"وفاتِ مسیح" اور "دوامِ خلافت" وہ عظیم الشان مسئلے ہیں جنہیں احمدیت کا طغرائے امتیاز کہنا چاہیئے۔ "قال اللہ اور قال الرسول" کے علاوہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے معاً بعد صحابہ کرام رضہ کا اجماع بھی انہی دو مسائل پر ہوا تھا۔ لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی سمجھدار انسان نہیں کر سکتا کہ بعد میں آنے والے مسلمانوں نے ان دونوں مسئلوں کے متعلق بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اب اس چودھویں صدی میں الٰہی نوشتوں کے مطابق جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے یہ دونوں مسئلے پوری شان کے ساتھ منظر عام پر آ گئے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ صحابہ کرام کے یہ دونوں اجماع جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے اظہر من الشمس ہو کر منصۂ شہود پر آ گئے ہیں۔ پس صحابہ کرام اور جماعت احمدیہ کے مابین ایک فطرتی تعلق ایک پُرکیف مناسبت اور ایک مقدس ارتباط پایا جاتا ہے۔ جس کی طرف سورہ جمعہ کی آیت "آخرین منھم" میں بھی لطیف اشارہ موجود ہے۔

پہلی اہمیت صحابہ کرام کے سب سے پہلے اجماع کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فیصلہ کن آیت کریمہ پیش کی تھی اور جس آیت کریمہ کا فوری اثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے قلب صافی پر اس قدر ہوا تھا کہ آپ اپنی اس رائے کو بدلنے پر مجبور ہو گئے تھے جس پر آپ سختی سے قائم تھے۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے۔

"وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل"

یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ سے پہلے کے سب رسول وفات پا چکے ہیں۔

اس آیت کریمہ کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے اس خیال سے رجوع فرما لیا کہ حضور رضہ کا وصال نہیں ہوا اور باقی صحابہ میں سے بھی کسی ایک نے بھی یہ احتجاج نہیں کیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسدِ عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ پس یہ اجماع درحقیقت "وفات مسیح" پر ہی ہوا تھا۔ اور حیاتِ مسیح کے قائلین پر حجت ہے۔

دوسری اہمیت دوسری اہمیت اس مسئلہ کو یہ حاصل ہے کہ اس چودھویں صدی میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حی و قیوم معبود و مقصود اور ابن اللہ ایک ایسی قوم یقین کرتی ہے جو اپنے مادی وسائل مذہبی ولولہ، سیاسی اور سائنسی برتری اور اپنے جدید فلسفہ کے نام نہاد تفوق کے اعتبار سے تمام دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ لہذا دورِ حاضر میں شرک کا سب سے بڑا استون اور توحید اسلامی کا سب سے بڑا مخالف عقیدہ "حیاتِ مسیح" ہے

پس "وفات مسیح" کے ذریعہ سے دورِ حاضر کے سب سے زیادہ طاقتور منبع شرک کا ہم قلع قمع کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں حدیث نبوی میں سب سے بڑا فتنہ دجالی فتنہ بتایا گیا ہے۔ وہاں قرآن کریم میں سب سے بڑا فتنہ ان لوگوں کا بتایا گیا ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں۔ تا کہ جب یہ فتنہ برپا ہو تو مسلمان آسانی کے ساتھ سمجھ لیں کہ دجال معہود کون ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

تکاد السموٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًا ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔

یعنی قریب ہوگا کہ زمین و آسمان پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس عقیدہ کی وجہ سے کہ رحمٰن خدا کا ایک بیٹا ہے۔

تیسری اہمیت عیسائیت اور کمیونزم درحقیقت ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ پادریوں نے ایک کمزور انسان کو معبود اور ابن اللہ قرار دے کر ایک بیہودہ خدا کا تصور پیش کیا جس سے ٹھوکر کھا کر عیسائیت کے دورِ اقتدار میں کمیونزم نے جنم لیا۔ اور خدا کے وجود کا ہی انکار کر دیا۔ اور کمیونزم کا بالفعل علمبردار روس ہے جو پہلے عیسائی ہی تھا۔ چنانچہ یہ دجالی قوم قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق دو حصوں میں تقسیم ہو کر اپنی سیاسی اور سائنسی ترقی کے اعتبار سے یاجوج ماجوج بن گئیں۔ اور آج کسی قوم میں یہ قوت نہیں ہے کہ تنہا ان دونوں کا مقابلہ کر سکے۔ پس "وفات مسیح" کا مسئلہ جہاں صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر رہا ہے وہاں بالواسطہ اس کی ضرب کمیونزم پر بھی ضرور لگ رہی ہے۔ کیونکہ کمیونزم بھی درحقیقت عیسائیت کی ہی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

چوتھی اہمیت "وفاتِ مسیح" کو ایک خاص اہمیت یہ بھی حاصل ہے کہ چودھویں صدی کے جملہ معروف اسلامی فرقے "حیاتِ مسیح" کے قائل ہو چکے تھے۔ گویا صلیبی عقیدہ نے نہ صرف یہ کہ سیاسی اور سائنسی اعتبار سے تمام اقوام پر فوقیت حاصل کر لی تھی۔ بلکہ خود مسلمان جو توحید کے علمبردار تھے ان کے علماء کے قلوب میں بھی یہ عقیدہ اثر و نفوذ اختیار کر چکا تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ چودھویں صدی کے علماء کے رگ و ریشے میں یہ عقیدہ رچ بس گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلا کفر کا فتوےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چودھویں صدی کے علماء نے وفات مسیح کے اعلان کی وجہ سے لگایا تھا۔ حالانکہ سلف صالحین کی تحریرات سے یہ بات ثابت ہے کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ عیسائیوں سے مسلمانوں میں رائج ہو گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۹)

لیکن چودھویں صدی کے غیر احمدی علماء ہیں کہ قرآن کریم، احادیث، معقولی اور منقولی دلائل کا انکار کرتے ہوئے "حیاتِ مسیح" کے عقیدہ پر مصر ہیں۔

بلاشبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "وفات مسیح" کے پُرشوکت اعلان کے بعد ہر صبح جو طلوع ہوتی ہے۔ وہ "وفات مسیح" کے حق میں ہی طلوع ہوتی ہے۔ اور آج غیر احمدیوں کے بعض چوٹی کے علماء نے بھی برملا طور پر بڑی جرأت کے ساتھ "وفات مسیح" کا اعلان کر دیا ہے۔ علامہ اقبال، سید سلیمان ندوی، مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم، علامہ محمود شلتوت مرحوم اور بعض دوسرے عرب ممالک کے علماء پیش کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں حال ہی میں رابطہ عالم اسلامی مکہ معظمہ کے شائع کردہ انگریزی ترجمۃ القرآن میں بھی "وفات مسیح" کا اعتراف کیا گیا ہے۔

یہ نیک تبدیلی جماعت احمدیہ کے عقائد کی عظیم الشان فتح ضرور ہے۔ لیکن مقصد کا انتہا نہیں ہے۔ احمدیت کے قیام کا مقصد صلیبی اور دجالی مذہب کی پھیلائی ہوئی زہرناک ہواؤں کا رُخ پھیر کر تمام اقوام پر اسلام کو غالب کر دکھانا ہے۔ اور یہ اس وقت تک ہو نہیں سکتا۔ جب تک کیا مسلمان اور کیا عیسائی "حیات مسیح" کے جھوٹے عقیدہ سے توبہ نہ کریں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غیر احمدی علماء اب مسئلہ حیات و وفات مسیح پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ لیکن بحیثیت فرقہ کے ابھی تک کسی گروہ نے "وفات مسیح" کا اعتراف نہیں کیا۔ گذشتہ سال یورپ کے مدبرین نے بھی بڑے زور کے ساتھ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طبعی وفات کا سوال اٹھایا تھا۔ اور پادریوں نے سخت مزاحمت کی تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ اب ہوا کا رُخ یکسر بدل چکا ہے۔ اور اب ان دونوں اقوام کے لئے "وفات مسیح" کا اقرار و اعتراف کر لینا کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ اور جب ایسا ہوگا تو اسلام ظاہری لحاظ سے بھی دنیا پر غالب آ جائے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "وفاتِ مسیح" کے حربہ سے نہ صرف یہ کہ اہلِ صلیب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ بلکہ اہلِ صلیب کی وہ زہرناک تاثیر جو اس عقیدہ کی بنا پر چودھویں صدی کے غیر احمدی علماء کے قلوب تک کو ہلاک کر رہی تھیں انہیں بھی کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ لہذا یہ بھی ایک عظیم خصوصیت ہے جو مسئلہ وفات مسیح کو حاصل ہے اور یہ سارا مضمون درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان دو الفاظ میں مرکوز ہے۔ "کہ یکسر الصلیب" یعنی مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ کر رکھ دے گا۔

پانچویں اہمیت ایک خاص اہمیت اس مسئلہ کو یہ حاصل ہے کہ "حیاتِ مسیح" کے عقیدہ

سے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت پر حرف آتا ہے۔

غیر احمدی علماء بزعمِ خود جماعت احمدیہ کو ختمِ نبوت کا منکر قرار دے کر مسلمانوں کو جماعت سے متنفر کرتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ پر جس قدر بے بنیاد اتہامات لگا کر یہ لوگ جماعت کی طرف مخالفت ... ہیں۔ ان سب میں سے زیادہ دل آزار یہی ہے۔ حالانکہ یہ وہ پتھر ہے جو جماعت احمدیہ نہیں بلکہ خود "حیاتِ مسیح" کے قائلین کے دروازوں پر برس رہا ہے۔

غیر احمدی علماء اسرائیلی مسیح کو زندہ تصور کر کے ان کی آمد کے منتظر بیٹھے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کا مصداق اسے قرار دیتے ہیں۔ جبکہ جماعت احمدیہ اسی مسیح بنی اسرائیل کو وفات یافتہ قرار دے کر اس کے مثیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان پیشگوئیوں کا مصداق یقین کرتی ہے۔ پس یہ اختلاف ختمِ نبوت کا نہیں بلکہ تعیینِ شخصیت کا اختلاف ہے۔ جبکہ نبی اسرائیلی مسیح بھی ہیں اور نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہیں۔

اس مساویانہ حیثیت کے بعد جب ہم نبوت کی اقسام کو زیرِ بحث لاتے ہیں تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ ختمِ نبوت کی منکر جماعت احمدیہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ "حیاتِ مسیح" کے قائلین خود ختمِ نبوت کے منکر قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ "امتی نبی" ہونے کا ہے۔ اور نبوت کی یہ قسم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کریم کی رو سے جاری ہے۔

چھٹی اہمیت | آخری اہمیت اس عقیدہ کی یہ حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پرہیبت پیشگوئی اس کے لئے بیان فرمائی ہے۔ کہ بالآخر کیا مسلمان اور کیا عیسائی "حیاتِ مسیح" کے جھوٹے عقیدہ سے توبہ کر کے مسیح کی آمد کا انتظار چھوڑ دیں گے۔ یہ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے تیسری صدی پورا ہونے سے پہلے پہلے آئے گا۔ اور یہی وقت اسلام اور احمدیت کے کامل غلبہ کا ہوگا گویا جس طرح عقیدہ "حیاتِ مسیح" کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر تنزل و ادبار کے بادل منڈلانے لگے اسی طرح عقیدہ "وفاتِ مسیح" کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا پر غالب آنا شروع ہو جائے گا۔ اور پھر جونہی اہلِ زمانہ وفاتِ مسیح کا متفقہ طور پر اقرار اور اعتراف کریں گے۔ تو وہی دن احمدیت اور اسلام کے کامل غلبہ کا دن ہوگا پس اس اعتبار سے بھی عقیدۂ "وفاتِ مسیح" کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مقدس الفاظ میں اس پیشگوئی کو بیان فرمایا ہے:۔

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۵)

حرفِ آخر | خلاصہ کلام یہ کہ جماعت احمدیہ کے علم کلام کے دو عظیم الشان ستون ہیں "وفاتِ مسیح" اور "سلسلہ خلافت کا دوام" اور یہی وہ عظیم الشان حربے ہیں۔ جن کے سامنے بالآخر اقوامِ عالم کو جھکنا پڑے گا۔ اور یہی دو عظیم الشان مسئلے ہیں جن پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے۔ لہٰذا جماعت احمدیہ صحابہ کرام کے قدم بقدم چل رہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ حدیث شریف میں بھی مسیح موعود کی جماعت کو صحابہ کرام کا مثیل بتایا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں آخری زمانہ میں بہتر فرقوں میں مسلمانوں کے تقسیم ہونے کی خبر دی ہے۔ وہاں ناجی فرقہ کو جماعت قرار دے کر بتایا ہے کہ

ما انا علیہ واصحابی

یعنی وہ جماعت وہی کچھ کرے گی جو میں اور میرے صحابہ کرتے ہیں۔ پس نہایت ہی مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا ہے۔ کہ وہ صحابہ کرام کے مثیل کہلائیں۔

اللّٰھم اجعلنا منھم

آمین

درخواست دعا

خاکسار کی بائیں طرف کی پسلی کے نیچے شدید درد ہے۔ دل کی دھڑکن اور سر میں چکّر بدستور ہیں۔ کوئی افاقہ نہیں۔ احبابِ جماعت اور درویشانِ قادیان سے خاکسار کی کامل وعاجل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار

محمد لطیف الرحمان احمدی چودہ کلاٹ
کٹک

"آریہ ورت کا اوتار کلنکی تو ہے"

(از جناب مست شاہ صاحب ساکن بھدرک۔ اڑیسہ)

غلامِ احمد مختار ہے مہدی تو ہے
صدی چودہ کا مجدّد بھی ہے نبی تو ہے

خوب پہچان ورپہ کہ یہی مسیح کے پیرو
بائیبل میں جو خبر ہے وہ روشنی تو ہے

شک و شبہ کو دخل ہے نہیں غلطی اس میں
آریہ ورت کا اوتار کلنکی تو ہے

تیری تبلیغ کا دنیا میں بول بالا ہے
نبی اللہ مسیحی ہے۔ آدمی تو ہے

تیری تحریک کا چرچا ہے ہر اک گوشے میں
مست موجودہ زمانے کا بھی ہادی تو ہے

"مجھے اسلام کیوں پیارا ہے"

مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ کے زیرِ اہتمام ۲۷ر فروری ۱۹۶۶ء کو مسجد احمدیہ میں ایک تقریری مقابلہ ہُوا۔ تقریروں کا موضوع تھا۔

"مجھے اسلام کیوں پیارا ہے"

اجلاس کی صدارت مولوی شریف احمدؐ صاحب امینی نے فرمائی۔ دس خدام نے مقابلہ میں حصّہ لیا۔ ہر تقریر کے لئے سات منٹ کا وقت مقرر تھا۔ فیصلہ کرنے کے لئے تین جج صاحبان تھے۔

(۱) مکرم منشی شمس الدین صاحب
(۲) مکرم سیّد کریم بخش صاحب
(۳) مکرم سیّد نور عالم صاحب ایم۔اے۔

جج صاحبان کے فیصلہ کے مطابق منیر احمد صاحب باقی نے پہلا انعام (انگریزی قرآن مجید) اور ظفر احمد صاحب نیشنل ٹیبزی نے دوسرا انعام (لائف آف محمدؐ انگریزی) حاصل کیا۔

مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت کلکتہ نے انعامات تقسیم فرمائے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کے لئے یہ انعام باعثِ برکت بنائے۔ آمین۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مقابلہ کامیاب رہا۔ آئندہ بھی اسی قسم کے مقابلے منعقد ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

خاکسار شریف احمدؐ باقی
سیکرٹری خدام الاحمدیہ کلکتہ

مبلّغین کرام توجہ فرمائیں

جملہ مبلّغین کی خدمت میں بطور یاد دہانی گذارش ہے کہ چونکہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال قریب الاختتام ہے اس لئے وہ اپنے واجبات کے بل ۲۱ر اپریل تک ضرور نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوا دیں۔ تاکہ یہ اخراجات بجٹ سال رواں میں محسوب ہو سکیں۔ اس تعلق میں مبلّغین کرام کو فرداً فرداً مورخہ ۷ر مارچ کو چٹھیاں تحریر کی جا چکی ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا

خاکسار کے تایا زاد بھائی شیخ ظریف مورخہ ۴ار فروری کو موٹر سائیکل پر بیچ ڈیوٹی دینے جا رہے تھے کہ بارش کی وجہ سے موٹر سائیکل سلپ ہو گیا اور سڑک سے نیچے جا گرے جس کی وجہ سے ان کا بایاں بازو ٹوٹ گیا۔ اور سر، گردن اور پشت پر بھی شدید چوٹیں آئیں۔ اس وقت اُدھم پور کے ملٹری ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ گو ان کے بازو کا اپریشن ہو گیا ہے لیکن ابھی خون کی کمی کی وجہ سے ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق حالت غیر تسلی بخش ہے۔

برادرم موصوف حال ہی میں دو تین مرتبہ قادیان آ چکے ہیں اور خدا کے فضل سے بہت مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ صحابہ کرام، درویشانِ قادیان اور احبابِ جماعت کی خدمت میں ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار
عبدالمالک شاکر
متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا قیام

(۱ از)

احبابِ جماعت کا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری فرمودہ کاموں کی توسیع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ" کے نام سے جو خاص چندہ کی تحریک جاری فرمائی ہے۔ اُس کے متعلق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اخبار بدر کے اسی پرچہ میں جماعت کے دوست ملاحظہ فرماویں گے۔ امید ہے کہ جملہ مخلصین جماعت اس بابرکت صدقہ جاریہ کی تحریک میں انشراح صدر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حصّہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

حضرت فضلِ عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہماری دلی محبت اور عقیدت کا یہ ایک ادنیٰ تقاضا ہے کہ ہم حضور کے اس یادگاری فنڈ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے میں دل کھول کر حصّہ لیں۔ تا اس سے ایسے کاموں کو وسیع پیمانہ پر جاری رکھا جا سکے۔ جو حضور کو محبوب تھے۔

جملہ سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے دوستوں سے اس تحریک میں وعدے حاصل کر کے جلد از جلد نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔

ناظر بیت المال قادیان

احمدیہ صُوبائی کانفرنس اُتر پردیش کا انعقاد

۲۵-۲۶ر جون ۱۹۶۶ء بروز سنیچر و اتوار

لکھنؤ شہر میں ہو گا

جیسا کہ قبل ازیں اخبار بدر کے ذریعہ یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ جماعتہائے احمدیہ اُتر پردیش کی دوسری سالانہ صوبائی کانفرنس اُتر پردیش کے دارالخلافہ لکھنؤ شہر میں منعقد ہو گی۔ یہ کانفرنس ۲۵ر ۲۶ر جون ۱۹۶۶ء بروز سنیچر و اتوار منعقد ہو گی۔ انشاء اللہ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ کے فاضل علماء کانفرنس میں شرکت فرما رہے ہیں۔

اُتر پردیش کے احمدی احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود بھی شریک ہوں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں۔ قیام و طعام کا انتظام جماعت احمدیہ لکھنؤ کی طرف سے ہو گا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ دریافت طلب امور کے لئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت فرما دیں۔

خاکسار
بشیر احمد انچارج احمدیہ مشن
مکان نمبر ۳/۵۹۷ بازار بلّی ماراں، دہلی ۶

جناب ڈاکٹر نریندر ارورا صاحب ایم ڈی اسسٹنٹ پروفیسر آف میڈیسن امرتسر کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۲۰ مارچ ۱۹۶۶ء جناب ڈاکٹر نریندر ارورا صاحب ایم۔ڈی اسسٹنٹ پروفیسر آف میڈیسن امرتسر مع اہل وعیال حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کی دعوت پر مورخہ ۲۰ مارچ بروز اتوار محلہ احمدیہ قادیان میں تشریف لائے اور تقریباً چالیس کے قریب مریضوں (مردوں عورتوں ۔ بچوں) کو دیکھ کر ان کے علاج معالجہ کے سلسلہ میں مفید مشورے دیئے اور اپنی طرف سے کئی قسم کی ادویات بھی انہوں نے ان مریضان کے لئے مفت عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مخلص دوست ہیں۔ قبل ازیں حضرت میاں صاحب امرتسر میں تشریف لے جاکر ڈاکٹر صاحب موصوف سے ڈاکٹری مشورہ حاصل فرماتے رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحب متعدد بار بعض پیچیدہ امراض کے مریض درویشان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب بڑی توجہ اور خندہ پیشانی کے ساتھ انہیں دیکھتے اور نسخہ تجویز فرماتے۔ حضرت میاں صاحب نے گذشتہ دنوں جناب ڈاکٹر صاحب کو اہل وعیال سمیت قادیان آنے کی دعوت دی۔ جسے آپ نے منظور فرماتے ہوئے خود ہی فرمایا کہ میں آپ کے مریضوں کو بھی دیکھوں گا۔ اور اگر میرے لئے ممکن ہوا تو ہر مہینہ میں ایک بار قادیان جاکر مریضان کو دیکھ لیا کروں گا۔ چنانچہ اتوار کے روز باوجود اس کے کہ جناب ڈاکٹر صاحب سیر و تفریح کی غرض سے آئے تھے۔ آپ نے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ متواتر پانچ گھنٹے تک مریضان کو دیکھا۔ آپ جماعت احمدیہ کے خیراتی شفاخانہ کے انتظام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انچارج صاحب شفاخانہ کو مفید مشورے دیتے رہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنے محدود مالی وسائل کے پیش نظر شفاخانہ کی ضروریات کے لئے بہت قلیل بجٹ دیتی ہے۔ جس سے بیمار درویشان کی ضروریات کماحقہٗ پوری نہیں ہوتی ہیں۔ گذشتہ چند سال سے محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ نے درویشان کی اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کارِ خیر میں نمایاں طور پر حصہ لیا ہے۔ اور موصوف کئی سال سے بڑی مقدار میں پیٹنٹ اور قیمتی ادویات شفاخانہ کی ضروریات کے لئے مہیا فرما رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

احمدیہ شفاخانہ میں ہر قسم کی ادویات کی موجودگی کا ڈاکٹر صاحب پر بہت اچھا اثر تھا۔ شفاخانہ میں مریضان کو دیکھنے اور اس کے بعد حضرت میاں صاحب کے ہاں کھانا وغیرہ سے فراغت کے بعد آپ نے مساجد اور مقبرہ بہشتی کو بھی دیکھا اور مقبرہ میں پھولوں کی تزئین کو دیکھ کر محظوظ ہوئے۔ آپ تقریباً ۵ بجے شام واپس تشریف لے گئے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق صبح ڈاکٹر صاحب اور ان کی فیملی کو قادیان لانے کے لئے قادیان سے کار بھجوائی گئی تھی۔ اور شام کو بھی اسی کار کے ذریعہ انہیں واپس امرتسر پہنچا دیا گیا۔ جناب ڈاکٹر صاحب کا یہ پروگرام ہمارے لئے بہت مفید رہا۔ خدا تعالیٰ کرے ڈاکٹر صاحب آئندہ بھی قادیان آکر مریضان کا معائنہ فرمانے کے لئے وقت نکال سکیں جناب ڈاکٹر صاحب کی اس تکلیف فرمائی پر افراد جماعت احمدیہ قادیان ان کے شکر گزار ہیں۔

یہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی کوششوں اور دوستانہ تعلقات کی بناء پر ایک ماہر ڈاکٹر اپنی شدید مصروفیتوں کے باوجود قادیان آئے۔ اور بیمار درویشان کو دیکھا۔ جو ان مریضان کے لئے اطمینان اور تسلی کا موجب بنا۔ ان مریضان میں کثیر تعداد احمدی مستورات کی تھی۔ جن کا باہر جاکر ماہر ڈاکٹر کو دکھانا اور مشورہ حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے ان جملہ درویشان کی طرف سے نظارت ہذا حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ کیونکہ آنموصوف مریض اور بیمار درویشان کا ہر طرح خیال فرماتے ہیں۔ اور حسب ضرورت امداد بھی فرماتے ہیں۔ ایسے بیماروں کی نہ صرف یہ کہ قادیان میں دیکھ بھال فرماتے ہیں۔ بلکہ کثیر اخراجات کرکے انہیں ڈاکٹری مشورہ و معائنہ کے لئے امرتسر لے جاتے اور قیمتی ادویات فراہم کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو بہتر جزائے خیر دے اور آپ کا مبارک سایہ ہم درویشان پر ہمیشہ سلامت رکھے۔ نیز آنموصوف کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے آمین۔ مجھے امید ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کی آئندہ قادیان میں آمد کے موقعہ پر ہمارے غیر مسلم بھائی بھی آپ کے مفید مشوروں سے مستفیض ہوسکیں گے۔

ایک بات نوٹ درج کرنے سے رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت میاں صاحب نے ۲۲

معذرت

پنجاب میں حالات کی خرابی اور امرتسر سے اخبار کی بروقت طباعت نہ ہوسکنے کے سبب ۱۷ مارچ کا پرچہ علیحدہ شائع نہ کیا جاسکا۔ چونکہ یہ پرچہ مسیح موعود نمبر تھا اس لئے ہمیں افسوس ہے کہ پروگرام کے مطابق یوم مسیح موعود ۲۳ مارچ سے قبل ہم احباب کرام تک یہ خاص پرچہ نہ پہنچا سکے جس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔ اب ۱۷ اور ۲۴ مارچ دونوں اشاعتوں کو یکجا کرکے پیش خدمت کیا جا رہا ہے

والعذر عند کرام الناس مقبول

(ادارہ بدر)

امام الزمان کی طرف سے دعوتِ حق

(بقیہ صفحہ ۲)

دُنیا میں سب سے بڑھ کر سونا چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا — !! پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔"

(اربعین عملہ)

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے ہر کمانے والے احمدی کے لئے کم ازکم ایک روپیہ عید فنڈ کا شرح مقرر ہے احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنے عید کے اخراجات میں سے کفایت کرتے ہوئے اس مد میں حسب توفیق زیادہ سے زیادہ رقم ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔

چونکہ عید الاضحیہ قریب آرہی ہے۔ اس لئے جملہ جماعتوں کے عہدیداران مال کو اس چندہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے درخواست ہے کہ وہ چندہ عید فنڈ کی وصولی کا اہتمام کریں۔ اور کُل وصول شدہ رقم مرکز میں بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

۲۴۔ خاص طور پر حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز اور مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل کا جنرل میڈیکل چیک اپ کروایا۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت امیر صاحب کی صحت تسلی بخش اور قابل شکر ہے۔

(ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان)

درخواست دعا

خاکسار کی صحت کچھ اچھی نہیں ہے اس کی بحالی کے لئے۔ اور عزیزہ عائشہ صدیقہ سلمہا اور عزیزم احسان اللہ دونوں آج سے میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ انہیں مولا کریم نمایاں کامیابی عطا کرے۔ آمین

خاکسار:۔

عبد السلام ٹاک

از سرینگر کشمیر۔